ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

30

24 تا 30 جولائی 2012ء / 4 تا 10 رمضان المبارک 1433ھ

اس شمارے میں

ہو گیا مانندِ آب ارزاں مسلماں کا لہو

قرآن: آسان بھی اور مشکل بھی

مریض کا روزہ

پاکستان کو لاحق بیرونی خطرات اور اندرونی مسائل

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ

منی نظر آنے والا چل بسا!

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

روزہ اور حصولِ تقویٰ

روزہ مسلمانوں میں پرہیزگاری کی تربیت کئی طرح سے کرتا ہے۔ سب سے پہلے وہ یہ احساس بیدار کرتا ہے کہ تم نے پندرہ سولہ گھنٹے کھانے پینے کی حلال اشیاء اپنے رب کے حکم سے اپنے لیے حرام کر لی ہیں تو کیا وہ باتیں جو پہلے ہی حرام ہیں، حالتِ صوم میں حلال اور جائز ہو جائیں گی؟ مثلاً جھوٹ، خیانت، دھوکہ فریب، دوسروں پر دست درازی، زبان درازی ممنوعات میں سے ہیں۔ اگر کسی مسلمان نے روزہ پورے شعور سے رکھا تو جونہی وہ ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کرنے لگے گا تو روزہ فوراً اس کے ضمیر پر دستک دے گا۔ اگر اس کا احساس مردہ نہیں ہو چکا ہے تو وہ اس تنبیہ کو قبول کرتے ہوئے غلط بات سے فوراً رک جائے گا اور اس کی اصلاح ہو جائے گی۔

پھر غور کیجیے کہ روزہ بندے اور رب کے درمیان راز ہوتا ہے۔ روزہ دار اگر چاہے تو بند کمرے میں یا غسل کرتے ہوئے غٹاغٹ پانی پی سکتا ہے، جس کی خبر کسی کو نہیں ہو سکتی ہے، مگر اس کا ضمیر اسے روکتا ہے کہ دیکھو تم نے اللہ کی رضا کے لیے روزہ رکھا ہے اور وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ خواہ کتنی شدت سے اسے پیاس لگی ہو مگر ایک قطرہ بھی اس کے حلق سے نیچے نہیں اترتا۔ بس اسی کیفیت کو تقویٰ کہتے ہیں۔ روزہ بھوک اور پیاس کی شدت میں روزہ دار کو ان غرباء و مساکین کی یاد دلاتا ہے جنہیں پیٹ بھرنے کے لیے نانِ جویں بھی میسر نہیں ہے۔ اسے اپنی آمدنی کا کچھ حصہ ان کے لیے بھی وقف کرنا چاہیے اور رمضان میں اس کا اجر و ثواب کہیں بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح زندگی کے ہر معاملہ میں بندہ رب تعالیٰ کی رضا طلب کرتا رہے تو وہ متقین کی صف میں آ جاتا ہے اور ایسے بندوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجرِ عظیم ہے۔ ایسا روزہ جو مالک و مولا کی رضا کے لیے رکھا جائے اس کا ثواب اس طرح ہے، جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

> ”جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان و احتساب کے ساتھ رکھے اُس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“ (بخاری و مسلم)

شریعت اسلامیہ کے محاسن

شیخ عمر فاروق

الھدیٰ (523)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سورۃ یوسف

تعارف

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

اس سورت کے نزول اور اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات کی اس قدر تفصیل بیان کرنے کا بنیادی سبب تو یہ ہے کہ محمدؐ رسول اللہ ﷺ کے دعوائے نبوت کی خبریں جب یہودِ مدینہ تک پہنچیں تو انہوں نے تورات کی معلومات کی بنیاد پر شرارتاً مشرکین مکہ کو مختلف سوالات بھیجنے شروع کردیئے' جو وہ حضور ﷺ سے پوچھتے رہتے تھے۔ ان سوالات میں ایک اہم سوال یہ بھی تھا کہ بنی اسرائیل کے بارے میں آپؐ یہ واقعات تو بیان کررہے ہیں کہ مصر میں فرعون اُن پر ظلم کرتا تھا اور وہاں وہ غلامانہ زندگی بسر کررہے تھے اور پھر حضرت موسیٰؑ اُن کو وہاں سے نکال کرلے گئے' مگر بنی اسرائیل کے جدِامجد حضرت ابراہیم' حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب علیہم السلام تو فلسطین میں آباد تھے' ان کے بارے میں یہ بھی بتائیں کہ وہاں سے یہ لوگ مصر میں کیسے پہنچ گئے؟ یہ تاریخ کا ایک سوال تھا' جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف یہ پورا واقعہ اس سورت میں بہت ہی خوبصورت انداز میں بیان فرمادیا' بلکہ اس قصے کو قریش کے اس طرزِ عمل پر بھی منطبق کردیا جو وہ برادرانِ یوسف کی مانند نبی آخرالزماں ﷺ کے ساتھ روا رکھے ہوئے تھے۔

میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ قرآن حکیم کے ساتھ میرا جو ذہنی وقلبی رشتہ اور معنوی ربط وتعلق قائم ہوا اس کا نقطہ آغاز یہی سورۂ یوسف بنی' جب میں نے مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے قلم سے اس کی تفسیر کا مطالعہ کیا۔ میں نے 1947ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا ہی تھا کہ مشرقی پنجاب میں فسادات شروع ہوگئے اور مسلمانوں کا قتل عام ہونے لگا۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ تک ہم اپنے شہر حصار میں محصور رہے۔ ہم نے اپنی حفاظت کے لیے مورچے قائم کرلیے تھے' جن میں شہر کے نوجوان اپنی باری سے ڈیوٹی دیتے۔ فارغ وقت میں' میں اور میرے بڑے بھائی اظہار احمد ایک مسجد میں بیٹھ کر مطالعہ کرتے۔ اُن دنوں مولانا مودودیؒ کے ماہنامہ ترجمان القرآن میں "تفہیم القرآن" کے سلسلے میں سورۂ یوسف کی تفسیر شائع ہورہی تھی۔ میں نے بھی میٹرک میں عربی کا مضمون رکھا تھا اور بھائی جان نے بھی جب میٹرک کیا تھا تو عربی پڑھی تھی۔ چنانچہ ہم مل کر سورۂ یوسف کی تفسیر کا مطالعہ کرتے اور اس پر باہم مذاکرہ کرتے۔ قرآن حکیم کی تلاوت اور ترجمے کی مدد سے اس کو سمجھنے کا معاملہ تو پہلے سے ہی تھا' لیکن اس تفسیری مطالعے اور مذاکرے سے قرآن حکیم کے ساتھ ذہنی وقلبی رشتہ استوار ہوا۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

رمضان کی برکات سے محرومی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : ((کَمْ مِّنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَهٗ مِنْ صِیَامِهٖ اِلَّا الظَّمَأُ وَکَمْ مِنْ قَائِمٍ لَیْسَ لَهٗ مِنْ قِیَامِهٖ اِلَّا السَّهَرُ))

(رواہ الدارمی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں کہ جنہیں سوائے پیاس کے اُن کے روزہ سے کچھ نہیں ملتا' اور کتنے ہی قیام کرنے والوں کو ماسوا بے خوابی کے ان کے قیام سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔"

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان' نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

24 تا 30 جولائی 2012ء — جلد 21
4 تا 10 رمضان المبارک 1433ھ — شمارہ 30

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادا ریہ

ایوب بیگ مرزا

ہو گیا مانندِ آب ارزاں مسلماں کا لہو

برما جنوب مشرقی ایشیا میں واقع ہے۔ اس کا رقبہ اڑھائی لاکھ مربع میل ہے۔ دارالحکومت رنگون ہے۔ ایک اندازے کے مطابق آبادی 7 کروڑ ہے' جس میں اکثریت کا تعلق بدھ مذہب سے ہے۔ کل 14 صوبے ہیں۔ 1996ء میں برما کا سرکاری نام تبدیل کر کے میانمار رکھ دیا گیا۔ تھین سین ایک فوجی جرنیل ہے، جس نے طویل عرصہ سے ملک میں مارشل لاء نافذ کر کے آمرانہ تسلط قائم کیا ہوا ہے۔ فوجیوں کی لوٹ مار اور بیڈ گورننس نے ملک کو اقتصادی لحاظ سے تباہ و برباد کر دیا ہے۔ اس وقت اس ملک کا شمار دنیا کے غریب ترین ممالک میں ہوتا ہے۔ کسی زمانے میں چاول برآمد کرنے والے بڑے ممالک میں شامل تھا لیکن بدانتظامی اور کرپشن سے تجارت بُری طرح متاثر ہوئی ہے۔ برما کی جی ڈی پی کی شرح اس وقت دنیا میں کم ترین سطح پر ہے۔ اراکان برما کا ایک بڑا صوبہ ہے جہاں مسلمان اکثریت میں بستے ہیں۔ کسی زمانے میں اراکان مکمل طور پر آزاد اسلامی ریاست تھی لیکن 1784ء میں برما کے راجہ نے اراکان پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور جبراً برما کے ساتھ شامل کر لیا۔ 1886ء سے 1948ء تک برما پر برٹش راج رہا۔ صوبہ اراکان بنگلہ دیش کے ساحلی شہر چاٹگام سے متصل ہے۔ 1948ء میں آزادی کے وقت برما کے صوبہ اراکان کے مسلمانوں نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ انہیں مشرقی پاکستان کا حصہ بنا دیا جائے لیکن انگریز حکمران اور برمی بدھ آڑے آئے، لہٰذا ایسا نہ ہوسکا۔

2010ء کے اواخر میں فوجی ڈکٹیٹر نے شدید بیرونی دباؤ سے مجبور ہو کر ملک میں انتخابات کروائے۔ ان انتخابات میں آنگ سانگ سوچی ایک خاتون اپوزیشن لیڈر کامیاب ہوئیں۔ ان محترمہ کا رویہ برمی مسلمانوں کے حوالہ سے قدرے نرم ہے۔ لیکن اکثر مسلمان لیڈروں کی رائے ہے کہ یہ ان کی سیاست ہے اور اچھا رویہ سیاسی بیانات کی حد تک ہے، عملی طور پر وہ بھی مسلمانوں کے لیے کچھ کرنے کو تیار نہیں۔ سوچی کے والد نے انگریزوں کے خلاف آزادی کی جنگ لڑی اور انہیں مسلمانوں کی مکمل حمایت حاصل تھی۔ ان انتخابات میں چودہ (14) مسلمان بھی اسمبلی کے رکن بنے۔

آج برما میں مسلمانوں پر جو ظلم و ستم ڈھایا جا رہا ہے اس کی دنیا میں کہیں اور کوئی نظیر نہیں ملتی۔ وہاں کے حالات معلوم کر کے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یقیناً دنیا کے کسی حصے میں کسی بھی اقلیت کے ساتھ وہ ظلم' جبر اور تشدد نہیں ہو رہا جو آج برمی مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ ہم نے سطور بالا میں برما کا مختصر تعارف قارئین کو اس لیے پیش کیا ہے کہ انہیں وہاں کے حالات اور مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کا کچھ اندازہ ہوسکے۔ برما کے مسلمانوں کو برما میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے میں بڑی دشواریاں پیش آتی ہیں خصوصاً ایک صوبہ سے دوسرا صوبہ میں جانا انتہائی مشکل اور پُرخطر ہے۔ مسلمانوں کے لیے تعلیم حاصل کرنے کے دروازے بند ہیں۔ انہیں سرکاری ملازمت ملنے کے امکانات بھی بہت ہی کم ہیں۔ یہاں تک کہ مسلمان کے لیے شادی کرنا بھی جان جوکھوں کا کام ہے۔ سرکار سے اس کی اجازت لینا پڑتی ہے۔ خواہش مند جوڑے کو حکومتی اہلکاروں کے سامنے پیش ہونا پڑتا ہے اور ہزاروں مثالیں موجود ہیں کہ شادی کی خواہش میں لڑکی ان درندہ صفت سرکاری اہلکاروں کے ہاتھوں اپنی عزت گنوا بیٹھی۔ ملک میں کئی بار مسلم کش فسادات ہو چکے ہیں لیکن بین الاقوامی برادری نے کبھی نوٹس نہیں لیا۔ موجودہ ظلم و تشدد کی لہر اپنی نوعیت کے بدترین مسلم کش فسادات کی صورت میں تادم تحریر جاری ہے، لیکن انسانی حقوق کے علمبرداروں کے کان پر جوں تک نہیں رینگ رہی۔ عالمی میڈیا اس حوالہ سے مکمل طور پر خاموش ہے۔ عالمی اداروں' غیر مسلم حکمرانوں اور میڈیا کا کیا گلہ کریں۔ مسلم ممالک کے حکمرانوں اور میڈیا کو بھی سانپ سونگھا ہوا ہے۔ کسی ایک

مسلمان حکمران نے بھی ہمدردی کے دو بول نہیں بولے۔ پاکستان کا میڈیا جو سندھ میں تین ہندو لڑکیوں کے مسلمان ہونے اور مسلمان مردوں سے شادی کرنے پر چیخ و پکار کرنے لگتا ہے اور کبھی کوڑے مارنے کی جھوٹی اور جعلی ویڈیو دکھا کر آسمان سر پر اٹھا لیتا ہے، وہ موجودہ تاریخ کے بدترین مظالم پر شرمناک رویہ اختیار کیے ہوئے ہے۔ بات آگے بڑھانے سے پہلے ضروری ہے کہ برما میں مسلمانوں پر حالیہ ظلم و تشدد کی ایک جھلک قارئین کو دکھائی جائے۔

2010ء کے انتخابات میں سوچی کی کامیابی اور مسلمانوں کے اسمبلی میں چودہ نشستیں حاصل کرنے سے محسوس ہوا کہ فوجی حکومت کا رویہ نرم ہو گیا ہے لیکن یہ شاید ایک چال تھی۔ کچھ عرصہ کے لیے مسلمان ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ گئے تو انہیں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی، برما کی تبلیغی جماعت بھی متحرک ہو گئی۔ کچھ خاندان جن کے آباء و اجداد مسلمان تھے اور وہ خوف اور ظالمانہ متشدد کارروائیوں کی وجہ سے اپنا مذہب تبدیل کر چکے تھے، ایسے کسی خاندان کی دو عورتیں دوبارہ مسلمان ہو گئیں۔ بدھ اور مگھ جو مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہیں انہوں نے ان عورتوں کو قتل کر دیا اور مشہور کر دیا کہ مسلمانوں نے ان عورتوں کو قتل کیا ہے۔ اور مسلم کشُ فسادات کا آغاز کر دیا۔ مسلمانوں کے صوبہ اراکان کے ایک مشہور شہر تنگوک میں ایک جامع مسجد میں تبلیغی اجتماع تھا دوسرے شہر سے تبلیغی اجتماع میں شرکت کے لیے 37 مسلمان آ رہے تھے بلوائیوں نے اس بس کو روک کر دس مسافروں کو شہید کر دیا اور ستائیس زخمی ہو گئے۔ اس کے بعد فسادات پورے برما میں شروع ہو گئے اور مسلمانوں کو بے دردی سے قتل کیا جانے لگا۔ مسلمان عورتوں کی بے حرمتی کی گئی۔ وہ بدھ جن کا عقیدہ ہے کہ انسان کو چلنے میں ایسی احتیاط کرنی چاہیے کہ اس کے پاؤں تلے کوئی کیڑا مکوڑا بھی کچلا نہ جائے، اُن کے ہاتھوں ایک ماہ کے مختصر عرصہ میں بیس بائیس ہزار کے قریب مسلمان قتل کیے جا چکے ہیں یا غائب کر دیے گئے ہیں۔ سینکڑوں مسلمان عورتوں کی آبروریزی کی گئی ہے۔ ان کے گھر جلا دیئے گئے ہیں۔ ان مجبور و مغضوب لوگوں نے جب بنگلہ دیش کا رخ کیا تو ادھر سے بھی بے رخی اور سرد مہری کا اظہار ہوا۔ ع ''ہو گیا مانندِ آب ارزاں مسلمان کا لہو''

آج یورپ اور امریکہ میں جنگلی درندوں کے تحفظ کی انجمنیں بنی ہوئی ہیں لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ، یورپ یا دوسری غیر مسلم دنیا سے گلہ کرنا حماقت اور ناسمجھی ہو گی۔ اس لیے کہ دنیا میں جہاں جہاں بھی مسلمانوں کا خون بہایا جا رہا ہے وہ ان قوتوں کی ہی مرضی سے بہایا جا رہا ہے۔ اصل مسئلہ تو عالم اسلام کا ہے، اُمت مسلمہ کا ہے۔ کہاں ہے OIC۔ کن کھیلوں میں مگن ہیں مسلمانوں کے حکمران۔ پھر یہ کہ عام مسلمان بھی سرے سے بے قصور نہیں ہیں۔ وہ ذاتی مسائل پر اور پیٹ پر لات پڑنے پر جلاؤ اور گھیراؤ شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن اس خونریزی پر ٹس سے مس نہیں ہو رہے۔ منبر و محراب سے مسلمانوں کی اخوت و مساوات اور ہمدردی کے درس دینے والے علماء بھی خاموش ہیں۔ اگر وہ حکمران نہیں رہے جو سندھ کے ساحل دیبل سے ایک خاتون کی درد بھری صدا سن کر شمشیر بکف ہو کر اور کفن سر پر باندھ کر نکل پڑتے تھے تو عام مسلمان میں بھی وہ جذبہ اخوت نہیں رہا کہ خود پانی کے ہاتھوں جان بلب ہوتے تھے لیکن دوسرے زخمی کی کراہ سن کر ساقی کو اس کی طرف بھیج دیتے تھے۔ رہا مسلم اور خصوصاً پاکستانی میڈیا تو وہ بڑا زوردار احتجاج کرے گا لیکن جب امریکہ بہادر اجازت دے گا یا اشارہ ہی کر دے گا اور سچی بات یہ ہے ایسا کرنا سرمایہ کاروں کا حق ہے اور امریکہ اس وقت جتنی سرمایہ کاری پاکستان کے میڈیا پر کر رہا ہے۔ شاید ہی کسی دوسرے ملک کے میڈیا پر کر رہا ہو۔

آخر میں ہم برما کے مسلمانوں کو یہ مشورہ دیں گے کہ وہ صرف اللہ سے مدد چاہیں اور اپنی قوت کو مجتمع کر کے برما کے ظالموں کا مقابلہ کریں، اللہ یقیناً آپ کی مدد کرے گا۔ فی الحال ایسی کوئی صورت نظر نہیں آتی اور کوئی توقع نہیں کہ عالم اسلام کا ضمیر جاگ جائے۔ مسلمان حکمران اپنے اقتدار کے علاوہ کوئی سوچ نہیں رکھتے اور ان کا اقتدار مغرب کی رضا سے وابستہ ہے۔ لیکن ظلم آخر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔ خدا کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ حالات اور قرائین بتا رہے ہیں کہ ایک لہر اٹھے گی' ایک تحریک چلے گی' حق و باطل کی ایک فیصلہ کن جنگ ہو گی جو امریکہ کو مع حواریین کے اور مسلمان حکمرانوں کو جو انجمن غلامانِ امریکہ کے ممبران کی حیثیت رکھتے ہیں، بدترین شکست دے کر نظامِ عدل و قسط یعنی اسلام کا نظام عالمی سطح پر قائم کر کے دنیا کو امن و آشتی کا گہوارہ بنا دے گی۔ ان شاء اللہ

بیابہ مجلس اسرار

صیام و قیام رمضان کا مقصد

صیام و قیامِ رمضان کی اصلی غایت و حکمت اور ان کا اصل ہدف و مقصود ایک جملے میں اس طرح سمویا جا سکتا ہے کہ: ایک طرف روزہ انسان کے جسدِ حیوانی کے ضعف و اضمحلال کا سبب بنے تا کہ رُوحِ انسانی کے پاؤں میں پڑی ہوئی بیڑیاں کچھ ہلکی ہوں اور بہیمیت کے بھاری بوجھ تلے دبی ہوئی اور سسکتی اور کراہتی ہوئی رُوح کو سانس لینے کا موقع ملے۔ اور دوسری طرف قیام اللیل میں کلامِ ربانی کا روح پرور نزول اُس کے تغذیہ و تقویت کا سبب بنے۔ تا کہ ایک جانب اس پر کلامِ الٰہی کی عظمت کماحقہٗ منکشف ہو جائے اور وہ اچھی طرح محسوس کرے کہ یہی اُس کی بھوک کو سیری اور پیاس کو آسودگی عطا کرنے کا ذریعہ اور اُس کے دُکھ کا علاج اور درد کا درماں ہے! اور دوسری جانب رُوحِ انسانی از سرِ نو قوی اور توانا ہو کر ''اپنے مرکز کی طرف مائلِ پرواز'' ہو' گویا اس میں تقرب اِلیٰ اللہ کا داعیہ شدّت سے بیدار ہو جائے اور وہ مشغولِ دعا و مناجات ہو' جو اصل رُوح ہے عبادت کی اور لُبِّ لُباب ہے رُشد و ہدایت کا!

دوسری بدنی اور مالی عبادتوں کا حاصل ہے تزکیہ و تطہیرِ نفس' وہاں صومِ رمضان کا حاصل ہے تغذیہ و تقویتِ رُوح جو متعلّق ہے براہِ راست ذاتِ خداوندی کے ساتھ۔ لہٰذا روزہ ہوا خاص اللہ کے لیے۔ اب چاہے یوں کہہ لیں کہ وہ خود ہی اس کی جزا دے گا یا یوں کہہ لیں کہ وہ خود ہی بہ نفسِ نفیس اس کا انعام ہے' کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ خدا تو منتظر رہتا ہے کہ جیسے ہی کوئی بندہ خلوص و اخلاص کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو' وہ بھی کمالِ شفقت و عنایت کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو جائے۔ یہاں تک کہ ایک حدیثِ قدسی کی رُو سے اگر بندہ اُس کی جانب چل کر آتا ہے تو وہ بندے کی جانب دوڑ کر آتا ہے' اور اگر بندہ اُس کی طرف بالشت بھر بڑھتا ہے تو وہ بندے کی طرف ہاتھ بھر بڑھتا ہے۔ گویا بقول علامہ اقبال مرحوم ؎

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں! راہ دکھلائیں کسے؟ رہرو منزل ہی نہیں!

(بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے کتابچہ ''عظمت صوم'' سے ایک اقتباس)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”ہم نے قرآن کو آسان بنایا ہے۔“

قرآن کس پہلو سے آسان ہے اور کس پہلو سے مشکل؟

آیت قرآنی ﴿وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ……﴾ کا مطالعہ

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں 13 جولائی 2012ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[سورۃ القمر کی آیت 17 کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد]

حضرات! ہم اِن خطبات جمعہ میں قرآن مجید کے ایک حصے کا تسلسل کے ساتھ مطالعہ کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ کا آغاز سورۂ ق سے ہوا تھا، اور اب سورۃ القمر ہمارے زیرِ مطالعہ ہے۔ اس سورت کی کچھ ابتدائی آیات ہم پڑھ چکے ہیں۔ آج ہمیں آیت 17 کا مطالعہ کرنا ہے۔ یہ بہت اہم آیت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے آسان ہونے کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (17)﴾

”ہم نے قرآن مجید کو یاددہانی (اور نصیحت آموزی) کے لئے بہت آسان بنا دیا ہے۔ تو ہے کوئی جو (اس نصیحت سے) فائدہ اٹھائے۔“

یہ آیت مبارکہ سورۃ القمر میں چار مرتبہ وارد ہوئی ہے۔ یہ قرآن مجید کا اسلوب ہے کہ جس بات کو موکد بنایا جاتا ہے، اُس کی تکرار کی جاتی ہے۔ جیسے اس سے اگلی سورت سورۂ رحمان میں ایک آیت ﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝﴾ دہرائی گئی ہے۔ ماہ رمضان قریب آرہا ہے۔ یہ نزول قرآن اور خصوصی طور پر قرآن مجید کے ساتھ تجدید تعلق کا مہینہ ہے۔ چنانچہ اس مہینے کی برکات اور قرآن مجید اور اس کی ہدایت سے فائدہ اٹھانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم پر یہ واضح ہو کہ قرآن مجید کس پہلو سے آسان ہے۔ اس آیت (وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا……) کا مفہوم کیا ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحی نے لکھا ہے کہ قرآن مجید ایک سہل اور سپاٹ کتاب نہیں ہے۔ عام طور پر یہ غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ یہ آسان کتاب ہے، لہٰذا اس کو سمجھنے کے لیے تفکر و تدبر کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور جسے بھی تھوڑی بہت عربی آتی ہے وہ قرآن کو سمجھ سکتا ہے۔ اِسی لئے ہر شخص اس پر سخن طرازی اور طبع آزمائی کر رہا ہوتا ہے۔ اور تھوڑی سی عربی پڑھ لینے کے بعد اس کی تفسیر اور اپنے انداز سے اس کے مفاہیم بیان کرنے لگتا ہے۔ یہ آج کل کا ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔ قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے۔ اس کی وضاحت کرنے کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ کو معلم کتاب بنا کر بھیجا گیا۔ آپؐ کی پوری زندگی قرآن مجید کی عملی تفسیر ہے۔ آپؐ کے فرمودات، آپؐ کے ارشادات قرآن مجید کی تشریح و تفسیر کرتے ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی شخص ان سب پہلوؤں کو نظر انداز کر کے محض تھوڑی سی عربی دانی اور عربی لغت کی مدد سے قرآن کا مفہوم بیان کرنے لگے اور اپنی تعبیرات دین کے تصورات سامنے لے کر آجائے، تو یہ قرآن پر طبع آزمائی اور بہت بڑا ظلم ہے۔ قرآن اس معانی میں ہرگز آسان کتاب نہیں ہے۔ پھر یہ کس اعتبار سے آسان ہے، اس کو سمجھنا ضروری ہے۔

اصولی بات یہ ہے کہ قرآن حکیم اللہ کا کلام ہے جو شہنشائے ارض وسماوات ہے۔ عام بادشاہوں کے کلام کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ”کلام الملوک ملوک الکلام“ (یعنی بادشاہوں کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے۔) تو اللہ تعالیٰ جو شہنشائے ارض وسماوات ہے، کے کلام کے اندر تو جلال و جمال اپنے highest level پر موجود ہے۔ اس کے اندر معنویت اور فصاحت و بلاغت کے سارے پہلو درجۂ کمال کو پہنچے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اہل عرب جن کو اپنی زبان دانی پہ بڑا ناز تھا، قرآن کے آگے ہتھیار ڈال دیتے تھے۔ اس کے باوجود قرآن کو اللہ کا کلام ماننے سے وہ اِس لئے گریزاں تھے کہ اگر قرآن کو مانیں گے تو اللہ کے رسول ﷺ کو رسول ماننا پڑے گا، آپ کی اطاعت کرنی پڑے گی اور گناہ چھوڑنے پڑیں گے۔ پھر یہ کہ بت پرستی کا وہ نظام جس سے مفادات حاصل ہو رہے تھے، اسے ترک کرنا پڑے گا۔ لہٰذا وہ قرآن کو اللہ کا کلام ماننے ہی سے انکار کر دیتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کا اپنا کلام ہے۔ اس پر قرآن مجید نے انہیں چیلنج کیا کہ اگر یہ انسانی کلام ہے تو تمہارے درمیان ایک سے ایک بڑھ کر قصیدہ گو اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے اوج ثریا پر پہنچے ہوئے ادباء موجود ہیں، لہٰذا تم سب مل کر اس جیسا کلام بنا کر لے آؤ، یا اس قرآن جیسی دس سورتیں بنا لو، اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو اس جیسی کوئی ایک ہی سورت بنا کر لے آؤ، مگر مشرکین قرآن کے اس چیلنج کا جواب نہ دے سکے۔ اس لئے کہ یہ شہنشائے ارض وسماوات کا کلام ہے، اس کا مقابلہ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ اقبال کہتے ہیں ؎

آنچہ گویم در دل مضمراست
ایں کتابے نیست چیزے دیگر است

یہ عظیم کتاب پوری نوع انسانی کے لیے ہدایت بن کر آئی ہے۔ اُسے ھدی للناس کہا گیا ہے۔ اس میں ہر ذہنی سطح کے انسان کے لیے ہدایت کا مکمل سامان ہے، خواہ وہ چٹا اَن پڑھ ہو جیسے عرب کے بدو تھے، کسان اور محنت کش ہو، ناخواندہ دیہاتی اور ہاری ہو جس نے کبھی سکول کا منہ تک نہ دیکھا ہو اور پڑھنے پڑھانے سے کبھی اس کا واسطہ نہ رہا ہو، یا پھر معاشرے کے ذہین ترین لوگ ہوں جنہیں اللہ نے عقل اور دانش عطا کی ہے اور وہ اپنی دانش کا بھرپور استعمال کرتے ہیں اور بات کو سمجھنے والے اور سمجھانے والے ہیں۔ قرآن حکیم بیک وقت ایک عام آدمی کے لئے بھی کامل رہنمائی ہے اور یہ ایک

ٹاپ intellectual کی بھی علمی وفکری پیاس بجھاتا ہے۔ حکیم الامت علامہ اقبال نے سارے جہان کے فلسفے کھنگال ڈالے۔ اپنے دور میں یورپ کی سب سے اونچی یونیورسٹیوں میں جا کر فلسفے کی تعلیم حاصل کی۔ لیکن اُن کی علمی پیاس قرآن حکیم ہی سے بجھی۔ چنانچہ آخری عمر میں ان کے سرہانے صرف ایک ہی کتاب ہوا کرتی تھی، اور وہ قرآن تھی ۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

اقبال اپنے تصورِ خودی کے بارے میں خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ تصور سورۃ الحشر کی آیت (19) سے لیا ہے۔ بہر کیف یہ قرآن کا اعجاز ہے کہ عرب کا بدو بھی جو اپنی زبان میں بہت ماہر تھا، جب قرآن پڑھتا تھا تو اُسے اس قرآن سے روشنی ملتی تھی اور وہ ضروری ہدایت جو اُخروی کامیابی کے لیے ضروری ہے، قرآن سے بڑی آسانی سے اخذ کر لیتا تھا، اور اقبال جیسے فلسفی کی بھی علمی پیاس یہیں سے بجھتی ہے۔ اُسے بھی ساری راہنمائی یہیں سے ملتی ہے۔

اب آیئے، اس سوال کی طرف کہ قرآن حکیم کس پہلو سے آسان ہے۔ اس کا جواب بھی زیرِ درس آیت میں دے دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا ہے کہ ہم نے اس قرآن کو نصیحت آموزی کے حوالے سے آسان بنایا ہے۔ نصیحت آموزی اور تذکرو یاددہانی ہر شخص کی بنیادی ضرورت ہے۔ یہ والد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا خاص موضوع تھا۔ ان کی معرکہ آرا کتاب ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق'' میں اس پر بہت سے عمدہ بحث کی گئی ہے۔ والد محترم نے اس کتابچہ میں قرآن حکیم کے حوالے سے بتایا کہ ہر مسلمان پر قرآن مجید کے حوالے سے پانچ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ یعنی اس پر ایمان لائے، اس کی تلاوت کرے، اس کو سمجھے، اس پر عمل کرے، اسے دوسرے تک پہنچائے۔ قرآن مجید کے اِن پانچ حقوق میں تیسرا حق قرآن کو سمجھنا ہے۔ سمجھنے کے حوالے سے ڈاکٹر صاحبؒ فرماتے ہیں:

''سمجھ کے لیے یوں تو قرآن مجید نے فہم وفکر اور عقل و فقہ کے قبیل کے تمام ہی الفاظ استعمال کئے ہیں، لیکن عجیب بات ہے کہ فہم قرآن کے لئے وسیع ترین اصطلاح جو قرآن میں سب سے زیادہ استعمال ہوتی ہے وہ ذکر و تذکر کی ہے۔ چنانچہ خود قرآن اپنے آپ کو جابجا ذکر، ذکریٰ اور تذکرہ کے الفاظ سے تعبیر کرتا ہے۔ یہ اصطلاح درحقیقت فہم قرآن کی اوّلین منزل کا بھی پتہ دیتی ہے (فہم قرآن کی دو منزلیں ہیں: ایک تذکر یعنی قرآن سے نصیحت حاصل کرنا ہے۔ دوسری تدبر یعنی قرآن کے اندر جو علم وحکمت کے جواہر اور موتی ہیں ان کو برآمد کرنے کے لیے اس بحر ذخار میں غوطہ زنی کرنا) اور اس کی اصل غایت یعنی کتاب الٰہی کا سراغ بھی اس سے ملتا ہے اور ساتھ ہی اس حقیقت کی طرف بھی رہنمائی ہوتی ہے کہ تعلیمات قرآنی نفس انسانی کے لیے اجنبی چیز نہیں ہیں بلکہ یہ درحقیقت اُس کی اپنی فطرت ہی کی ترجمانی ہے۔ اور اس کی اصل حیثیت ''یاددہانی'' کی ہے نہ کہ کسی نئی بات سکھانے کی۔''

عالم رواح میں انسان سے جو عہد بندگی لیا گیا اور جس کی بنا پر آخرت میں ہر شخص سے محاسبہ اور مواخذہ بھی ہوگا، یہ قرآن اسی کی یاد تازہ کرتا ہے۔ ایمانی حقائق انسان کی فطرت میں موجود ہیں۔ اللہ کی معرفت کی چنگاری اُس کے اندر موجود ہے۔ اسی طرح اُس کے اندر اللہ سے محبت کا جذبہ اور نیکی اور بدی کا علم بھی موجود ہے۔ قرآن اسی فطرت کی آواز ہے۔ اسی لئے اس کو ''یاددہانی'' کہا گیا ہے۔ ظاہر ہے ''یاددہانی'' اُسی چیز کی ہوتی ہے جو پہلے سے معلوم ہو، مگر طویل عرصہ گزرنے کے بعد آپ کے ذہن سے اوجھل ہوگئی ہو۔ آیت قرآنی کو آیت (نشانی) اِسی لیے کہا جاتا ہے کہ قرآن کی ہر آیت اپنی جگہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی ایک نشانی ہے، اس کو پڑھیں گے تو اللہ یاد آجائے گا۔ قرآن جو یہ بتاتا ہے کہ تمہارا معبود ایک اللہ ہے، تمہیں اُسی کی بندگی کرنی

پریس ریلیز: 20 جولائی 2012ء

ملی یکجہتی کونسل کی جانب سے اس مرتبہ یوم آزادی 27 رمضان المبارک کو منانے کا فیصلہ قابل تحسین ہے

رمضان المبارک نیکیوں کا موسم بہار اور نزول قرآن کا مہینہ ہے
ہمیں چاہیے کہ اس مہینے اللہ اور اُس کی کتاب کی طرف نیک نیتی سے رجوع کریں

حافظ عاکف سعید

ملی یکجہتی کونسل کا یہ فیصلہ قابل صد تحسین ہے کہ اِس مرتبہ یوم آزادی ستائیس رمضان المبارک کو منایا جائے گا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ رمضان المبارک نیکیوں کا موسم بہار ہے اس ماہ میں مسلمانوں پر روزے رکھنا فرض کیے گئے ہیں اور رات کو قرآن کے ساتھ جاگنا یعنی نماز تراویح میں ترتیل کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرنے کی ترغیب وتشویق بڑے موثر انداز سے دلائی گئی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ مسلمانانِ پاکستان کی خوش قسمتی ہے کہ پاکستان کا قیام اور نزولِ قرآن ایک ہی مبارک ماہ میں ہوا لیکن ہم نے اللہ اور رسول ﷺ سے کئے گئے وعدہ سے انحراف کر کے اور اللہ کی کتاب کی طرف اپنی پشت کر کے اِس خوش قسمتی کو بدقسمتی میں تبدیل کر لیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ماہ رمضان المبارک میں ہم اللہ اور اُس کی کتاب کی طرف نیک نیتی سے رجوع کریں۔ اپنے سابقہ گناہوں پر اللہ سے معافی مانگیں۔ انفرادی سطح پر اللہ کی مکمل بندگی اختیار کریں اور اجتماعی سطح پر نظامِ عدلِ اجتماعی یعنی اسلام کو نافذ کریں، تاکہ پاکستان صحیح معنوں میں اسلام کا قلعہ ثابت ہو۔ ہماری تمام مشکلات اور مسائل کا واحد حل اسلامی نظام کے نفاذ میں مضمر ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

ہے، تو دراصل یہ اُسی بات کی یاددہانی ہے جو انسان کی فطرت میں موجود ہے۔ انفس و آفاق میں بھی اللہ کی نشانیاں ہیں، اسی لیے قرآن مظاہر فطرت میں غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔ انسان اگر ان چیزوں میں غور کرے تو حقیقت کے بہت قریب پہنچ جاتا ہے۔ اور تب اُسے وحی کی آواز، نبی کی دعوت، دل کی آواز معلوم ہوتی ہے اور وہ اُسے لبیک کر قبول کرتا ہے۔

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہی میرے دل میں تھا

بہرحال یہ قرآن تذکیر و یاددہانی ہے۔ یہ فطرت انسانی میں موجود اصل حقائق کی یاددہانی کراتا ہے۔ اس کے بارے میں ڈاکٹر صاحبؒ لکھتے ہیں:

''اس ''تذکر'' کی احتیاج ہر انسان کو ہے، خواہ وہ عوام الناس میں سے ہو خواہ خواص کے طبقے سے تعلق رکھتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''تذکر'' کے لیے قرآن کو انتہائی آسان بنا دیا ہے اور قرآن کی ایک ہی سورت میں چار مرتبہ یہ فرما کر کہ: ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝﴾ ''ہم نے آسان بنادیا ہے قرآن کو ذکر کے لیے، تو ہے کوئی یاددہانی سے فائدہ اٹھانے والا؟'' ہر انسان پر حجت قائم کر دی ہے کہ خواہ وہ کتنی ہی کم اور کیسی ہی معمولی استعداد کا حامل کیوں نہ ہو، فلسفہ ومنطق اور علوم وفنون سے کتنا ہی نابلد اور زبان وادب کی نزاکتوں اور پیچیدگیوں سے کتنا ہی ناواقف کیوں نہ ہو، وہ قرآن سے تذکر کر سکتا ہے، بشرطیکہ اس کی طبع سلیم اور فطرت صحیح ہو اور اُس میں ٹیڑھ اور کجی راہ نہ پا چکی ہو۔ اور وہ قرآن کو پڑھتے ہوئے اس کا ایک سادہ مفہوم روانی کے ساتھ سمجھتا چلا جائے۔ ''تیسیر قرآن للذکر'' کے متعدد پہلو ہیں۔ مثلاً ایک تو یہی کہ اس کا اصل موضوع اور اساسی مضامین فطرت انسانی کے جانے پہچانے ہیں اور قرآن کو پڑھتے ہوئے ایک سلیم الطبع انسان خود اپنے باطن کی آواز سن رہا ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کا طریقِ استدلال نہایت فطری اور انتہائی سادہ ہے۔ مزید یہ کہ مشکل مضامین کو نہایت دل نشین مثالوں کے ذریعے آسان بنادیا گیا ہے۔ تیسرے یہ کہ اس کے باوجود کہ یہ ادب کا شاہکار اور فصاحت و بلاغت کی معراج ہے، اس کی زبان عام طور پر نہایت آسان ہے اور عربی زبان کی تھوڑی سی سوجھ بوجھ اور معمولی سا ذوق رکھنے والا شخص بھی بہت جلد اس سے مانوس ہوجاتا ہے اور بہت ہی کم مقامات ایسے رہ جاتے ہیں جہاں ایسے شخص کو دقت پیش آئے۔''

آگے چل کر محترم ڈاکٹر صاحبؒ لکھتے ہیں:

''لیکن تذکر بالقرآن کے لیے بھی عربی زبان کا بنیادی علم بہرحال ناگزیر ہے اور متن کے ساتھ ساتھ قرآن کے کسی مترجم نسخے میں ترجمہ دیکھتے رہنا اس مقصد کے لیے قطعاً ناکافی ہے اور میں پوری دیانت داری کے ساتھ یہ سمجھتا ہوں کہ عربی کی اس قدر تحصیل کہ انسان قرآن مجید کا ایک رواں ترجمہ ازخود سمجھ سکے اور تلاوت کرتے ہوئے بغیر متن سے نظر ہٹائے اس کے سرسری مفہوم سے آگاہ ہوتا چلا جائے، ہر پڑھے لکھے مسلمان کے لیے فرضِ عین کا درجہ رکھتا ہے۔

اسی لیے تو دورۂ ترجمہ قرآن کے حوالے سے بھی وہ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم ترجمہ قرآن اس لیے بیان کر رہے ہیں کہ اِس سے کچھ نہ کچھ مفہوم تو سامع کے ذہن میں رہ ہی جاتا ہے۔ اور پھر جب وہ اُن آیات کو نمازِ تراویح میں سنتا ہے تو وہ مضامین تازہ ہو جاتے ہیں۔ الفاظ قرآنی کو پڑھتے یا سنتے ہوئے ان کا ازخود ترجمہ سمجھ لینے کی اپنی ایک تاثیر ہے۔ یہ تاثیر ترجمہ اور حواشی پڑھنے سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے ڈاکٹر صاحبؒ نے یہ بات زور دے کر کہی کہ:

''میں نہیں سمجھتا کہ ایک ایسا مسلمان جس نے کچھ بھی پڑھا لکھا ہو، کجا یہ کہ غیر ملکی زبان تک سیکھی ہو، بی اے اور ایم اے پاس کیا ہو، ڈاکٹری اور انجینئرنگ جیسے مشکل علوم وفنون حاصل کئے ہوں، وہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں اتنی سی عربی بھی نہ سیکھ سکنے پر کیا عذر پیش کر سکے گا جس سے وہ اس کے کلام پاک کا فہم حاصل کر سکتا۔''

قرآن حکیم کو نہایت آسان کہا گیا ہے تو یہ تذکیر کے پہلو سے ہے۔ قرآن ہدایت و یاددہانی کے لیے بہت آسان ہے۔ اس لئے کہ قرآن کی اصل رہنمائی بالکل surface پر ہے۔ قرآن علم و حکمت کا بہت گہرا سمندر ہے، جس کی کوئی تہہ نہیں ہے۔ جس طرح کبھی سمندر کے اوپر کوئی آئل ٹینکر پھٹ جائے اور تیل بکھر جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ تیل surface پر ہی رہتا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کے اندر جو موعظت اور نصیحت کا پہلو ہے اور جو ہر انسان کے لیے ضروری ہے، وہ بالکل surface پر ہے۔ اس کو حاصل کرنے کے لیے اُسے بہت زیادہ تگ و دو نہیں کرنی پڑتی۔ بس اُسے عربی زبان آنی چاہیے۔ دوسری طرف قرآن کے بحر ذخار سے حکمت و معرفت کے موتی اور جواہرات نکالنا انتہائی مشکل ہے۔ اس لئے کہ اِس کے اندر سے حکمت و معرفت کے یہ موتی کبھی ختم نہیں ہوتے۔ اس سمندر میں غوطہ زنی کرنے سے ایک ہی بات کے کئی کئی پہلو سامنے آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پچاس پچاس جلدوں میں تفسیر لکھنے والے مفسرین بھی جو ساری عمر قرآن سمجھنے میں لگا دیتے ہیں، اپنی تفسیر میں جگہ جگہ لکھتے ہیں واللہ اعلم۔ یعنی یہاں تک تو بات میری سمجھ میں آ گئی ہے، باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ قرآن فہمی کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا۔ قرآن وہ سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں، کوئی تہہ نہیں۔ چنانچہ یہ ایک طرف تذکیر کے پہلو سے دنیا کی آسان ترین کتاب ہے اور دوسری جانب تدبر کے پہلو سے یہ دنیا کی مشکل ترین کتاب ہے۔ قرآن صرف عربوں کے لیے نازل نہیں ہوا تھا، یہ پوری نوع انسانی کے لیے ہدایت بن کر آیا ہے۔ لہٰذا اُسے سمجھنے اور اس سے ہدایت و رہنمائی اخذ کرنے کے لیے اگرچہ غیر عرب کو بھی عربی زبان سیکھنی پڑے گی، لیکن تذکیر بالقرآن کے لیے عربی زبان میں بہت زیادہ مہارت حاصل کرنا ضروری نہیں ہے۔ البتہ جو شخص تدبر قرآن کے پہلو سے قرآن کا مطالعہ کرنا چاہتا ہو، تفسیر میں اس کی حکمت اور معرفت کے موتی برآمد کرنا چاہتا ہو، اسے بہت گہرائی میں عربی زبان کی تحصیل اور ادب جاہلی سے آگاہی حاصل کرنی پڑے گی۔ تدبر قرآن کے اعتبار سے قرآن کو پڑھنے کی شرائط بڑی سخت اور کڑی ہیں۔ علماء کرام کی یہ بات کہ جس نے درس قرآن دینا ہو وہ پہلے چودہ علوم حاصل کرے، تدبر قرآن کے اعتبار سے ہے۔ ورنہ قرآن کے اصل پیغام کو عام کرنے کے لیے عربی زبان کا بنیادی علم ہی کافی ہے۔ یہ ہیں قرآن فہمی کے دو پہلو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید کو سمجھنے اور اُس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

مریض کا روزہ

ڈاکٹر آصف محمود جاہ

رمضان کے مبارک مہینے کو نیکیوں کا موسمِ بہار کہا جاتا ہے۔ اس ماہ مبارک میں نوافل کا درجہ فرائض کے برابر جبکہ فرضوں کا اجر ستر گنا بڑھ جاتا ہے۔ ہر مسلمان اس مبارک مہینے میں بڑھ چڑھ کر نیکیاں سمیٹنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزے کی جزا میں خود دوں گا۔ لہٰذا رمضان کی فیوض و برکات سے جہاں صحت مند مسلمان مستفید ہونا چاہتے ہیں، وہاں وہ افراد جن کو مختلف طرح کے امراض لاحق ہیں وہ بھی ڈاکٹر سے یہ مشورہ ضرور کرتے ہیں کہ انہیں رمضان المبارک میں کیا کرنا چاہیے۔

بیماریاں تین اقسام کی ہیں:

① عام یا روزمرہ کی بیماریاں مثلاً نزلہ، کھانسی، بخار، سردرد، بخار، وغیرہ یا مختلف قسم کے گھریلو حادثات کی صورت میں مختلف زخموں وغیرہ کا ہونا۔

② دوسری قسم میں لمبی مدت کی مستقل رہنے والی بیماریاں ہیں، مثلاً شوگر، دل کی بیماریاں، نظام تنفس کی بیماریاں یعنی دمہ، ٹی بی وغیرہ۔

③ خطرناک اور مہلک بیماریاں

پہلی قسم کی عام بیماریوں کی صورت جس میں سردرد، بخار، نزلہ، زکام، کمر درد، پیٹ کی بیماریاں وغیرہ شامل ہیں رمضان المبارک کا روزہ رکھنے میں بالکل کسی قسم کا تامل نہیں کرنا چاہیے۔ بخار وغیرہ کی صورت میں درد اور بخار دور کرنے والی ادویات صبح سحری کے وقت استعمال کر سکتے ہیں۔ دوسری خوراک افطاری کے وقت لیں اور تیسری خوراک اس کے چھ گھنٹے بعد رات کو لی جا سکتی ہے۔ چونکہ اس طرح بیماروں میں ادویات کے ساتھ آرام کرنے سے خاصا افاقہ ہو جاتا ہے، اس لیے کسی بھی قسم کی فکر نہیں کرنا چاہیے۔ آج کل بچوں، بوڑھوں اور جوانوں میں نزلہ، کھانسی اور فلو جیسی علامات عموماً وائرس کی وجہ سے ہوتی ہے۔ 50 مریضوں میں سے 30 مریض اس وائرس کی وجہ سے آتے ہیں۔ اس صورت حال میں سب سے مناسب علاج بھاپ لینا ہے کیونکہ یہ وائرس بھاپ کی وجہ سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس بیماری میں مختلف قسم کی اینٹی بائیوٹک اور کھانسی وغیرہ کے شربت لینے کا کوئی خاص فائدہ نہیں۔ اگر رمضان المبارک میں آپ کو کسی قسم کا نزلہ وزکام وغیرہ ہو تو سحری اور افطار کے وقت کوئی جوشاندہ وغیرہ استعمال کر لیں یا پھر بھاپ لے لیں۔

دوسری قسم میں ذیابیطس کے مریضوں کو سب سے زیادہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ چند ہدایات کو ملحوظ خاطر رکھ کر ذیابیطس کے مریض بھی روزہ رکھ کر اس ماہ مبارک کی برکات سے فیض یاب ہو سکتے ہیں۔ ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ سحری اور افطاری کرتے وقت مندرجہ ذیل غذائی احتیاط پر عمل کریں۔

(الف) ان چیزوں کے بالکل قریب نہ جائیے۔ شوگر، مٹھائیاں، جام، کیک، میٹھے مشروبات، کیلا، سیب وغیرہ۔

(ب) گوشت، مچھلی، انڈے، سبزیاں، پھل، پھیکے مشروبات آزادی سے کھائیں۔

(ج) چربی والی اشیاء مکھن، کریم، پکانے کا تیل، مارجرین کبھی کبھار استعمال کریں۔

○ ذیابیطس کے ایسے مریض جو غذائی احتیاط کے ساتھ ساتھ مختلف قسم کی ادویات بھی استعمال کر رہے ہوں، ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اگر دن میں دو دفعہ دوا لے رہے ہوں تو دوا سحری اور افطاری کے دوران لیں۔ اگر تین مرتبہ لے رہے ہوں تو اس کو سحری کے وقت، افطاری کے وقت اور رات 11 بجے کے مطابق مقرر کیا جا سکتا ہے۔

○ ذیابیطس کے ایسے مریضوں کے لیے جو بہت فربہ بھی ہوں ذیل میں چارٹ دیا جا رہا ہے، جس پر عمل کر کے وہ رمضان المبارک میں نہ صرف روزے رکھ سکتے ہیں بلکہ اس سے وزن میں بھی خاطر خواہ کمی کی جا سکتی ہے۔

سحری کا کھانا: ابلی ہوئی سبزیاں، سلاد یا ابلا ہوا قیمہ یا مرغ کی یخنی فریش فروٹ یا بغیر چھنے آٹے کی روٹی۔ اس کے علاوہ سحری میں بغیر چھنے آٹے کے ساتھ میتھی ملا کر روٹی کھائیں۔

افطاری: ابلی ہوئی سبزیاں، ایک آدھ کھجور لینے میں کوئی حرج نہیں۔ سبزی یا قیمہ کا زیتون کے تیل میں بنا ہوا سموسہ یا پھر دو چار براؤن بریڈ یا رس بھی لے سکتے ہیں۔ میتھی اوران چھنے آٹی کی روٹی ضرور لیں۔ اس کے علاوہ رات کو تراویح سے فارغ ہو کر رات کو بغیر چینی کے چائے یا اس کے ساتھ نمکین بسکٹ لیے جا سکتے ہیں۔ اوپر دی گئی ہدایات کے ساتھ ضروری ہے کہ شوگر کی بیماری میں تمام غذائی احتیاطوں پر عمل کیا جائے۔ اس کے ساتھ ہلکی ورزش اور سیر بیماری کنٹرول کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

○ ذیابیطس کے تیسری قسم میں وہ مریض شامل ہیں جو انسولین پر ہوتے ہیں۔ ان مریضوں کو خاص احتیاط کی ضرورت ہے۔ ایسے مریض جن کا شوگر لیول خطرناک حد تک بڑھا ہوا نہ ہو اور وہ انسولین کے زیادہ یونٹ استعمال نہ کر رہے ہوں، وہ روزہ رکھ سکتے ہیں۔ انسولین کی خوراک کو سحری، افطاری اور رات کے درمیانی حصے کے مطابق مقرر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر کبھی دوران روزہ طبیعت زیادہ خراب ہو جائے تو روزہ اسی وقت توڑا جا سکتا ہے۔

یہ بات پیش نظر رہے کہ اگر آپ کسی قسم کی بیماری میں مبتلا ہیں اور آپ نے رمضان المبارک میں روزے رکھنے کی نیت کر لی ہے تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے آپ ضرور کامیاب ہوں گے۔ لیکن اگر دوران روزہ کسی وقت طبیعت خراب ہو جائے تو اس وقت چونکہ شرعی عذر ہوتا ہے تو روزہ افطار کر کے فوراً ڈاکٹر سے مشورہ کریں

پاکستان کو لاحق بیرونی خطرات اور اندرونی مسائل

خلافت فورم میں فکر انگیز مکالمہ

تجزیہ کار: ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

میزبان: وسیم احمد

سوال: دفاعِ پاکستان کونسل کے لاہور سے اسلام آباد لانگ مارچ پر آپ کیا تبصرہ کریں گے؟

ایوب بیگ مرزا: میرے نزدیک دفاعِ پاکستان کونسل کی طرف سے نیٹو سپلائی کی بحالی کے خلاف کامیاب ریلی کا انعقاد کئی پہلوؤں سے غیر متوقع رہا ہے۔ خاص طور پر نظم و ضبط کے حوالے سے شدید ترین گرمی کے باوجود اس ریلی میں عوام کی جوق در جوق شمولیت نے اس ریلی کو بلاشبہ ایک کامیاب ریلی میں بدل کر رکھ دیا۔ اس کامیابی کا ایک اور پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ یہ ایک پُر امن ریلی تھی، جس میں ہمیں کسی بھی قسم کی بدنظمی، تخریب کاری یا تشدد وغیرہ کا واقعہ دیکھنے کو نہیں ملا۔ لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے الیکٹرانک میڈیا نے اس ریلی کی کوریج کے حوالے سے انتہائی شرمناک کردار کا مظاہرہ کیا جو ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے مغرب نواز میڈیا کا قبلہ کس طرف ہے۔ یعنی اس کامیاب ریلی کی مکمل کوریج کرنا تو دور کی بات ہے اس کی تفصیلی خبر بھی کسی چینل نے دینا مناسب نہیں سمجھی۔ بہر حال ایک محتاط اندازے کے مطابق اس ریلی میں عوام کی شمولیت کے حوالے سے یہی کہا جا رہا ہے کہ شدید ترین گرمی کے باوجود اس ریلی میں 40 سے 50 ہزار کے قریب لوگوں نے شرکت کی ہے۔ اتنی تعداد ایک کامیاب ریلی کی ضمانت سمجھی جاتی ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں ہالوں میں منعقدہ چند سو لوگوں پر مشتمل جلسے کو عوام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر قرار دیا جاتا ہے۔ میں دفاعِ پاکستان کونسل کی ریلی کو کامیاب ریلی سمجھتا ہوں، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عوام دفاعِ پاکستان کونسل کے ساتھ ہیں اور نیٹو سپلائی کی بحالی کے سخت خلاف ہیں۔ اگر موسم اجازت دیتا اور اتنی شدید گرمی نہ ہوتی تو مجھے پوری اُمید تھی کہ سیاسی جماعتوں کی شرکت کے علاوہ کئی لاکھ لوگ اس ریلی میں شرکت کے لیے اپنے گھروں سے نکلتے۔

سوال: کہا جا رہا تھا کہ دفاعِ پاکستان کا یہ لانگ مارچ اسلام آباد میں جا کر دھرنا دے گا۔ مگر اُدھر مشیر داخلہ عبدالرحمٰن ملک نے کہا تھا کہ لانگ مارچ کو اسلام آباد میں داخلے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور خلاف ورزی کی صورت میں گرفتاریاں عمل میں لائی جائیں گی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں اس لانگ مارچ کے راستے میں حکومت کی جانب سے کسی بھی قسم کی رکاوٹ نہیں ڈالی گئی اور اسلام آباد جا کر ریلی کے شرکاء نے تھوڑی دیر کے لیے دھرنا دیا اور پھر اس ریلی کا اختتام ہو گیا۔ آپ کے نزدیک اس سارے عمل کے پس پردہ حقائق کیا ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: اس کے پیچھے کئی قسم کے محرکات کا امکان ہے جیسا کہ عبدالرحمٰن ملک کا یہ بیان کہ ہم اسلام آباد میں کسی کو سیاسی سرگرمیوں کی اجازت نہیں دیں گے یعنی اسلام آباد میں کسی بھی مذہبی تنظیم کو داخلے کی اجازت نہیں ہو گی لیکن اگر وہ تنظیم اسلام آباد میں داخل ہو کر کسی بھی قسم کی غیر قانونی اقدام کی مرتکب نہیں ہوتی تو پھر حکومت اُن پر کسی بھی قسم کا قانونی اقدام نہیں کرے گی۔ اس بیان کے پیچھے مجھے دو وجوہات نظر آتی ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ اس ریلی میں تقریباً 50 ہزار کے قریب لوگوں نے شرکت کی تھی اور یہ اتنی بڑی تعداد تھی کہ میرے نزدیک کسی پولیس یا رینجر کے بس کی بات نہیں تھی کہ وہ عوام کے اس سمندر کو کسی بھی طرح سے روک سکتے۔ اسی طرح حکومت کو بھی شاید اس بات کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ اگر اُس کی جانب سے اس ریلی کے خلاف کسی بھی قسم کا اقدام کیا گیا تو ہو سکتا ہے کہ دوسری جانب سے بھی شدید قسم کا ردِ عمل سامنے آئے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ حالات حکومت کے قابو سے باہر ہو جائیں۔ لہٰذا حکومت نے زبانی جمع خرچ کے علاوہ کسی بھی انتہائی اقدام سے گریز کیا۔ دوسری بڑی وجہ اس کی شاید یہ ہے کہ پچھلے 4 سالوں سے ہماری حکومت کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ ہر حال میں امریکہ کو خوش رکھتی ہے اور امریکہ کو یہ تاثر دیتی ہے کہ جو حمایت ہم آپ کی کر سکتے ہیں وہ کوئی اور سیاسی جماعت نہیں کر سکتی۔ دفاعِ پاکستان کونسل کی ریلی کو آسانی سے اسلام آباد آمد کا راستہ فراہم کر کے درحقیقت امریکہ کو یہ بتایا گیا ہے کہ یہ لوگ دہشت گرد اور جہادی ہیں۔ اگر امریکہ نے موجودہ حکومت کو ختم کرنے کی کوشش کی تو یہ جہادی اور دہشت گرد نہ صرف برسرِ اقتدار آ جائیں گے بلکہ اس خطہ میں امریکی مفادات کی راہ میں بھی بڑی رکاوٹ ثابت ہوں گے۔ لہٰذا اگر امریکہ اس خطہ میں اپنے مفادات کو پورا کرنا چاہتا ہے تو امریکہ کو اس ملک میں ہمارے اقتدار کو دوام بخشنا ہو گا۔ بہرحال یہ میرا ذاتی تجزیہ ہے جو غلط بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن عقل اِس کو اس لیے تسلیم کرتی ہے کیونکہ پرویز مشرف نے بھی اپنے دورِ حکومت میں لال مسجد کے واقعہ کو بڑھا چڑھا کر دُنیا کے سامنے پیش کیا تھا اور لال مسجد کے انتہائی افسوس ناک سانحے کے ذریعے درحقیقت امریکہ کو یہ باور کروانے کی کوشش کی تھی کہ اِن ''دہشت گردوں'' سے صرف میں ہی نمٹ سکتا ہوں۔ لہٰذا امریکہ کو چاہیے کہ میری حمایت جاری رکھے۔ اگر امریکہ نے میرے سر سے اپنا دستِ شفقت اُٹھا لیا تو یہ دہشت گرد اس خطے میں امریکہ کے لیے انتہائی خطرناک ثابت ہوں گے۔ یہ وہ

> **نیٹو سپلائی کی بندش اور بحالی خفیہ راز ہی لگتا ہے۔ عوام نیٹو سپلائی بحالی کے سخت خلاف اور دفاعِ پاکستان کونسل کے ساتھ ہیں**

گھناؤنے اور گھٹیا طریقے ہیں جن کے ذریعے ہمارے حکمران امریکہ کو اِن لوگوں سے ڈرا کر اپنے اقتدار کو طول بخشتے ہیں۔

سوال: دفاعِ پاکستان کونسل کے ساتھ ساتھ دوسری سیاسی جماعتوں جیسے مسلم لیگ ن اور تحریک انصاف نے بھی نیٹو سپلائی بحالی کی مخالفت کی تھی۔ مگر اُن کا طرزِ عمل مختلف رہا۔ وجہ کیا ہے؟ نیز یہ بتائیے کہ دفاعِ پاکستان کونسل کا آئندہ لائحہ عمل کیا ہو گا اور یہ لائحہ عمل آخر کس نہج تک پہنچے گا؟

ایوب بیگ مرزا: سب سے پہلے تو اس لانگ مارچ سے یہ صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ ہمارے لوگ امریکہ اور نیٹو سپلائی کی بحالی کے مکمل خلاف ہیں۔ اس کے مقابلے میں ہماری سیاسی جماعتوں میں مسلم لیگ (ن) اور تحریکِ انصاف نے بھی ببانگ دہل کہا تھا کہ ہم نیٹو سپلائی کی بحالی کے خلاف میدان عمل میں نکلیں گے اور نیٹو سپلائی کو کسی صورت بحال نہیں ہونے دیں گے۔ لیکن یہ بیانات حقیقت میں محض سیاسی بیان ہی ثابت ہوئے ہیں، کیونکہ یہ سیاسی جماعتیں کسی بھی صورت امریکی مخالفت مول نہیں لینا چاہتی

ہیں۔ جبکہ ہماری دینی جماعتیں اپنے بیانات کے مطابق میدان میں اُتریں اور اُنھوں نے ایک پُر امن لانگ مارچ کیا۔ میاں نواز شریف اور عمران خان کے بارے میں خود امریکی سفیر نے یہ کہا ہے کہ ان دونوں لیڈروں نے مجھے یہ کہا ہے کہ وہ امریکہ کے مکمل اتحادی ہیں۔ اِن سیاسی لیڈروں کے امریکہ اور نیٹو سپلائی کے خلاف جو بیانات ہیں سب کے سب جھوٹے اور نمائشی ہیں۔ ہمارے ان سیاسی لیڈروں کے اصل چہرے امریکی سفیر نے بے نقاب کر دیے ہیں۔ یہ وہی طرزِ عمل ہے جو سابق وزیراعظم گیلانی نے اپنایا تھا۔ انہوں نے امریکہ سے کہا تھا کہ ہم اسمبلیوں میں ڈرون حملوں کی مخالفت کرتے رہیں گے، آپ ڈرون حملے کرتے رہیں۔ بہرحال دفاعِ پاکستان نے اب 14 سے 15 جولائی تک کوئٹہ سے چمن بارڈر تک لانگ مارچ کرنا ہے۔ یہ وہ روٹ ہے جہاں سے نیٹو سپلائی افغانستان جاتی ہے۔ پھر 16 سے 17 جولائی کو جسے وہ اپنا تیسرا اور آخری مرحلہ کہہ رہے ہیں پشاور سے طورخم تک لانگ مارچ کرنا ہے۔ دفاعِ پاکستان کونسل والوں کے بیانات سے یہ بات واضح اور کھل کر سامنے آ رہی ہے کہ یہ تیسرا اور آخری مرحلہ فیصلہ کن ثابت ہوگا۔ جس میں ہم نہ صرف دھرنا دیں گے بلکہ جب تک حکومت نیٹو سپلائی کی بحالی کے اس فیصلے کو واپس نہیں لے گی تب تک ہم اُس دھرنے سے نہیں اُٹھیں گے۔ اگر واقعتاً دفاعِ پاکستان کونسل اپنے اس پروگرام کو کامیابی سے ہمکنار کروانا چاہتی ہے تو اُسے اپنی اس بات پر مکمل عمل درآمد کرنا ہوگا۔ کیونکہ عوام کی ایک بہت بڑی تعداد اس معاملے میں اِن کے ساتھ ہے۔ دوسرا پشاور اور پختونخوا کا علاقہ نیٹو سپلائی کی بحالی کے حوالے سے کافی حساس علاقہ ہے۔ لہٰذا اُمید ہے کہ وہاں سے بھی لوگوں کی کافی تعداد دفاعِ پاکستان کونسل کا ساتھ دے گی۔

سوال: نیٹو سپلائی تو بحال ہوگئی ہے لیکن پارلیمنٹ کی اُس قرارداد کا آخر کیا ہوا جس میں 14 مطالبات درج تھے اور جس میں یہ کہا گیا تھا کہ جب تک ہمارے تمام مطالبات پورے نہیں ہوتے نیٹو سپلائی کو بحال نہیں کیا جائے گا۔

ایوب بیگ مرزا: سب سے پہلے نیٹو سپلائی کی بحالی کے حوالے سے میں حکومت وقت سے یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ سات ماہ ہم نے نیٹو سپلائی بند کر کے امریکہ سے جو لاتعداد مذاکرات کیے ہیں اور اُس کے بعد جس انداز سے ہماری حکومت نے اس نیٹو سپلائی کو کھولا ہے اس کا ہمیں کیا فائدہ حاصل ہوا ہے؟ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر یہ امریکہ کو صرف اتنا بھی کہہ دیتے کہ ہم آپ کی تمام شرائط کو قبول کرتے ہوئے نیٹو سپلائی کو کھول دیتے ہیں تب بھی امریکہ وہی کرتا جو اتنے طویل مذاکرات کے بعد آج وہ کر رہا ہے۔ یعنی حکومت کو پیسے بھی اتنے ہی ملنے تھے جتنے مذاکرات سے پہلے مل رہے تھے۔ نیز امریکہ نیٹو سپلائی کو بحال بھی کروا لیتا اور ڈرون حملے بھی ویسے ہی جاری وساری رہتے جیسا کہ سات ماہ کی بندش سے پہلے جاری وساری تھے۔ لہٰذا میں حکومت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سات ماہ کی بندش اور طویل مذاکرات کے بعد کون سی تبدیلی آئی ہے۔ آج بھی حالات ویسے ہی ہیں جیسا کہ نیٹو سپلائی کی بندش سے پہلے تھے۔ اب جہاں تک پارلیمنٹ کے 14 مطالبات کا سوال ہے تو امریکہ نے 14 مطالبات میں سے کوئی ایک مطالبہ بھی قبول نہیں کیا۔ جہاں تک امریکہ کی جانب سے حکومت کو پیسے دیے جانے کا معاملہ ہے تو یہ کوئی امدادی رقم نہیں ہے بلکہ یہ وہ رقم ہے جو ہم نیٹو سپلائی کے حوالے سے اپنی جیب سے خرچ کر چکے تھے اور تیسرا معاملہ جو ڈرون حملوں کے حوالے سے ہے تو ڈرون حملے ویسے ہی جاری وساری ہیں جیسا کہ نیٹو سپلائی کی بندش سے پہلے جاری تھے۔ بلکہ اب تو ڈرون حملوں کی تعداد میں اضافہ ہو چکا ہے۔ اس حوالے سے یہ بہت بڑا سوالیہ نشان ہے کہ آخر کس وجہ سے ہم نے نیٹو سپلائی بند کی تھی اور آخر کیا وجہ ہوئی ہے کہ ہم نے اسے دوبارہ کھول دیا ہے۔ کیا کشمیر کی لائن آف کنٹرول پر بھارت نے جو توپیں نصب کی ہیں اس خوف سے ہم نے نیٹو سپلائی کھول دی ہے یا ڈیڑھ ارب ڈالر کی امریکی امداد کے بغیر پاکستان کی معیشت نے جو تباہ ہو جانا تھا کیا اُس خوف سے ہم نے نیٹو سپلائی کو بحال کیا ہے؟ یا پھر وہ امریکی بحری بیڑہ جو گوادر کے پانیوں میں آیا تھا اُس کی وجہ سے ہم نے اس نیٹو سپلائی کو کھولا ہے؟ اسی طرح یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ پاکستان نیٹو سپلائی بحال نہ کرتا تو امریکہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو ناکارہ کر سکتا تھا لیکن اِن تمام باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی سچی ثابت ہوتی محسوس نہیں ہوئی۔ بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حکومت اور امریکہ کے درمیان کوئی خفیہ سودے بازی کا معاملہ ہوا ہے کیونکہ ایٹمی پروگرام کے حوالے سے ہمارے ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر ثمر مبارک مند کا پچھلے دنوں ایک تفصیلی انٹرویو نشر ہوا ہے، جس میں اُنھوں نے واضح الفاظ میں کہا ہے کہ دُنیا کی کوئی قوت پاکستان کا ایٹمی پروگرام منجمد نہیں کر سکتی۔ لہٰذا نیٹو سپلائی کی سات ماہ تک بندش اور پھر بحالی کے حوالے سے میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ یہ ابھی تک راز ہی ہے۔

> ہمارے الیکٹرانک میڈیا نے ریلی کوریج کے حوالے سے شرمناک کردار کا مظاہرہ کیا۔

سوال: توہینِ عدالت کے ترمیمی بل کا مقصد عدلیہ کا اثر رسوخ کم کرنا اور اس کے پَر کاٹنا ہے۔ یہ بتائیے کیا ایسا بل روحِ اسلام کے خلاف نہیں، کیونکہ اسلام میں تو خلیفہ وقت کو بھی استثنا حاصل نہیں ہوتا؟

ایوب بیگ مرزا: اس سوال پر تو آئینی اور قانونی ماہرین تک حیران و پریشان ہیں کہ یہ کیسا قانون لایا گیا ہے۔ بلکہ ایسے وکلاء جو حکومت کے حامی سمجھے جاتے ہیں وہ بھی اس بل کے مخالف ہیں۔ اصل میں اس ملک کی بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ یہاں شروع سے حکمران قوانین میں ترامیم اپنی ذات کو سامنے رکھ کر کرتے رہے ہیں۔ کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ ایک ملک کا وزیراعظم توہینِ عدالت کے زمرے میں آیا اور حکومت نے عدالت کے اسی فیصلے کے خلاف بل پاس کر دیا۔ یہ حماقت کی انتہا ہے کہ آپ یہ قانون بنا رہے ہیں کہ آئندہ سے صدر، وزیراعظم اور چاروں صوبوں کے گورنروں کے ساتھ ساتھ چاروں وزرائے اعلیٰ اور صوبائی وزراء کو بھی توہینِ عدالت سے استثناء حاصل ہوگا۔ گویا اب عدالت جو حکم دے گی اُس پر عمل درآمد بالکل نہیں کیا جائے گا۔ پھر تو ایسا ہی ہے کہ آپ اپنے ملک کی عدلیہ کو ہی ختم کر دیں اور اُس کی جگہ پارلیمنٹ ہی حکومت اور عوام کے فیصلے کرنے کے لیے کافی ہے۔ اگر عدلیہ کے حوالے سے ہی ہم عالمی سطح پر دیکھیں تو امریکہ اور برطانیہ تک کی اعلیٰ عدلیہ نے اپنی حکومتوں کے خلاف اس بنا پر فیصلے دیئے ہیں کہ اُنھوں نے اپنے ملک کے آئین میں ترمیم کرنے کی کوششیں کی ہے۔ اگرچہ پاکستان میں ابھی تک آئین میں ترمیم کے حوالے سے تو کوئی اقدام نہیں ہوا ہے۔ لیکن اس طرح کے کئی بوگس قوانین کو ہماری عدالت عالیہ پہلے بھی کئی مرتبہ گندے انڈوں کی طرح ردّی کی ٹوکری میں پھینک چکی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کو بھی عدلیہ اور عوام کی جانب سے بری طرح سے رد کر دیا جائے گا۔ درحقیقت الیکشن قریب آ رہے ہیں اور موجودہ حکومت نے اپنے اس سیاہ دورِ حکومت میں جو ”کارہائے نمایاں“ انجام دیے ہیں اُس حوالے سے یہ حکومت اب عوام کو اپنا منہ دکھانے کے قابل نہیں ہے لہٰذا اب وہ چاہتی ہے کہ کسی نہ کسی ادارے سے جھگڑا مول لے اور جب اس جھگڑے کے تحت اس حکومت کو بے دخل کیا جائے تو پھر یہ

لوگ عوام کے سامنے مظلوم بن کر جائیں اور اپنے اوپر ہونے والے "ظلم" کی دہائی دیں اور پھر سے سیاسی شہید بننے کی کوشش کریں۔

سوال: کیا توہینِ عدالت کے حالیہ بل کی وجہ سے حکومت عدلیہ تصادم کے امکانات پیدا نہیں ہو گئے اور کیا اس بل کی وجہ سے ملک میں جمہوریت کو کوئی خطرہ درپیش ہے؟

ایوب بیگ مرزا: جہاں تک جمہوریت کو خطرے کا تعلق ہے تو اس حوالے سے بھی اب آوازیں اُٹھنا شروع ہو گئی ہیں۔ میری ذاتی رائے کے مطابق اس بدنام اور غلیظ جمہوریت کو کوئی کچھ بھی نہیں کہے گا۔ اس لیے کہ فوج بھی اس حوالے سے بُری طرح سے بدنام ہو چکی ہے اور عدلیہ بھی یہ کہہ چکی ہے کہ وہ ماورائے آئین کسی اقدام کی حمایت نہیں کرے گی۔ لہٰذا یہ جو ہمارے سیاستدان اکثر و بیشتر جمہوریت کے خطرے کے راگ الاپتے ہیں یہ سارے کا سارا ڈرامہ اور شعبدہ بازی ہے۔ صاف بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں جمہوریت کو فوج کے علاوہ اور کس سے خطرہ ہو سکتا ہے؟ لیکن اس حوالے سے موجودہ کمانڈر انچیف سے کوئی اُمید نظر نہیں آتی ہے۔ جمہوریت کا بوریا بستر گول کرنے کے حوالے سے ابھی حالات بھی سازگار

> پاکستان جس بنیاد پر حاصل کیا گیا تھا
> وہ شناخت ہم بالکل کھو چکے ہیں

نہیں ہیں۔ البتہ کسی عوامی تحریک کی صورت میں یا عدلیہ کے ساتھ تصادم کے نتیجہ میں حکومت کو اتنا مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ الیکشن کروانے پر مجبور ہو جائے۔

سوال: پاکستان کو جو بیرونی خطرات درپیش ہیں اور اندرونی سطح پر جس خلفشار کا سامنا ہے، اس سے نجات کیونکر ممکن ہے؟

ایوب بیگ مرزا: بات پھر وہیں سے شروع ہوتی ہے کہ یہ ملک لا الٰہ الا اللہ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ تقسیم کے وقت معاملہ یہ تھا کہ مسلمان ایک طرف ہو جائیں اور غیر مسلم دوسری طرف ہو جائیں۔ لہٰذا اس وقت اسلام کے ساتھ وابستگی ثابت کرنے کے لیے یہی کافی تھا کہ خواہ آپ بظاہر نام ہی کے مسلمان ہوں آپ کا ووٹ پاکستان کو پڑے گا۔ جب پاکستان اسلام کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آ گیا تو ضرورت اس امر کی تھی کہ مسلمان عملی طور پر مسلمان ہوتے لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہو سکا۔ حالانکہ پاکستان بننے کہ صرف دو سال بعد ہی قراردادِ مقاصد پاس ہو گئی تھی۔ لیاقت علی خان جب اس قرارداد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے نکلے اور اس سلسلے میں اُنھوں نے بہت سے علماء سے رابطے کیے تو انہیں شہید کر دیا گیا۔ کہا یہ جاتا ہے کہ اُن کی شہادت کے محرکات میں سے ایک محرک یہ بھی تھا کہ پاکستان میں اسلامی نظام کسی بھی صورت قائم نہ ہو سکے۔ لیاقت علی خان کی شہادت کے فوراً بعد سیکولر امریکہ نواز بیوروکریٹ طبقہ برسرِ اقتدار آ گیا ہے جس میں غلام محمد جیسے امریکہ نواز لوگ شامل تھے۔ جس کے بعد ہم اسلامی نظام کی پٹڑی سے اُتر کر مغربی نظام کی پٹڑی پر چڑھے، جس سے ہمارے بنیادی نظریے اور اُس نظریے پر قائم ہونے والے نظام کی ٹرین ایک اندھی کھائی میں جا گری اور ہم ابھی تک اُس کھائی سے باہر نہیں نکل سکے۔ یہ سب کچھ اس ملک (باقی صفحہ 15 پر)

رمضان المبارک کے دوران

حلقہ مالاکنڈ کے تحت دورۂ ترجمہ قرآن و دروسِ قرآن پروگراموں کی فہرست

نمبر شمار	مدرس	ترجمہ/منتخب نصاب	وقت	مقام
1	آفتاب حسین	دورۂ ترجمہ قرآن	قبل از نماز عصر	مسجد شریف آباد، کبل، سوات
2	شیر محمد حنیف	" "	بعد نماز عصر	رہائش گاہ، حیاتی، باجوڑ
3	شیر محمد	" "	بعد نماز فجر	حرا مسجد، تھانہ، مالاکنڈ ایجنسی
4	الطاف حسین	" "	بعد نماز فجر	سپین جماعت، تھانہ، مالاکنڈ ایجنسی
5	نبی محسن	" "	بعد نماز ظہر	رہائش گاہ، مینہ ماموند، باجوڑ ایجنسی
6	جہانگیر خان	" "	بعد نماز ظہر	مسجد گردئی، ماموند، باجوڑ ایجنسی
7	یوسفجان	" "	قبل از نماز عشاء	رہائش گاہ، ماموند، باجوڑ ایجنسی
8	امیر رحمٰن	" "	بعد نماز فجر	مسجد سلمان خیل خار، بٹ خیلہ
9	شیر محمد	" "	بعد نماز فجر	گنبد مسجد، خار بٹ خیلہ
10	امین سواتی	خلاصۂ مضامین قرآن	قبل از نماز عشاء	گنبد مسجد، خار بٹ خیلہ
11	ممتاز بخت	" "	بعد نماز عصر	جامع مسجد، بی بیوڑ دیر بالا
12	حبیب علی	مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب	قبل از نماز عصر	لوئے مسجد، غالیگے، سوات
13	احسان اللہ	" "	بعد نماز ظہر	شاہین ماڈل سکول، واڑی، دیر بالا
14	محمد صدیق	" "	بعد نماز فجر	مسجد شریف آباد، کبل، سوات
15	ڈاکٹر احسان اللہ	" "	بعد نماز فجر	مسجد گل جبہ، کبل، سوات
16	فیض الرحمٰن	" "	قبل نماز عشاء	جامع مسجد کالونی، باجوڑ
17	ممتاز بخت	" "	بعد نماز عشاء	اقصیٰ مسجد، بی بیوڑ، ضلع دیر بالا
18	گل محمود	" "	بعد نماز ظہر	مسجد ڈھیرائی، باجوڑ ایجنسی
19	شوکت اللہ	" "	بعد نماز عصر	مسجد عثمان ذوالنورین، بٹ خیلہ، مالاکنڈ ایجنسی
20	شاہ زرین	" "	بعد نماز فجر	مسجد کرکتئی خار، بٹ خیلہ، مالاکنڈ ایجنسی
21	شاہ حسین	" "	قبل از نماز عشاء	اڈہ مسجد، بٹ خیلہ، مالاکنڈ ایجنسی

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

فرقان دانش

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ یمن کے قبیلہ اشعر کے سردار تھے۔ آپؓ کا نام عبد اللہ بن قیس تھا۔ اپنے قبول اسلام کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ کی بعثت کی خبر سنتے ہی ہم یمن سے تقریباً 50 افراد کشتی میں سوار ہو کر مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے۔ سمندر کی بپھری لہروں نے کشتی کا رُخ حبشہ کی طرف پھیر دیا۔ ہم نجاشی کے ملک حبشہ کے ساحل پر کشتی سے اُترے۔ وہاں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور دیگر مہاجر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوئی۔ نجاشی نے تمام مسلمانوں کے ساتھ ہمیں بھی مدینہ بھیجنے کے لئے کشتیوں کا اہتمام کیا۔ جب مہاجرین کا یہ قافلہ مدینہ پہنچا تو خیبر فتح ہو چکا تھا۔ رسول اقدس ﷺ نے مال غنیمت سے ہمیں بھی حصہ دیا اور ارشاد فرمایا: ”تمہیں دو ہجرتوں کی سعادت حاصل ہو گی یعنی ہجرت حبشہ اور پھر ہجرت مدینہ۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح خیبر کے بعد ایک روز نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کل تمہارے پاس ایک ایسی قوم آئے گی جس کے دل اسلام کے لئے تم سے زیادہ نرم ہوں گے“ چنانچہ اگلے دن ہم نے دیکھا کہ یمن کے قبیلہ اشعر کے لوگ تشریف لائے۔ جب وہ ہمارے قریب آئے تو ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے لگے۔ اسلامی تاریخ میں پہلی دفعہ ملاقات کے وقت مصافحہ کو رواج دینے والے یہی لوگ تھے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے فرامین پر پوری طرح عمل کیا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے، وہ گھر میں غالباً کسی کام میں مشغول تھے۔ تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت طلب کی اور جواب نہ ملنے پر واپس چلے گئے۔ بعدازاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو دریافت فرمایا کہ واپس کیوں چلے آئے تھے۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”میں نے رسول اقدسؐ کا یہ فرمان سنا ہے کہ تین مرتبہ اجازت مانگو، اگر اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ جاؤ، میں نے آپؐ کے حکم پر عمل کیا۔ (بخاری)

نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی تلاوت سن کر کئی مواقع پر ارشاد فرمایا کہ اسے لحن داؤدی عطا کیا گیا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم ﷺ کے ساتھ انتہا درجے محبت تھی۔ غزوات کے دوران آپؓ کی ہر ممکن کوشش ہوتی کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت اور حفاظت کی سعادت حاصل کی جائے۔

ایک روز حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ان کے قبیلے کے دو آدمی رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے سرکاری عہدے کا مطالبہ کر دیا۔ آپؐ اس وقت وضو فرما رہے تھے۔ یہ مطالبہ سنتے ہی آپؐ نے غضبناک انداز میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”یہ میں کیا سن رہا ہوں؟“ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ گھبرا گئے اور کانپتے ہوئے عرض کیا۔ ”یارسول اللہ ﷺ! مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے، مجھے یہ علم نہ تھا کہ یہ حضرات آپؐ سے کسی عہدے کا مطالبہ کر دیں گے۔ یارسول اللہ ﷺ میں معافی چاہتا ہوں۔“ آپؐ نے فرمایا: ”جو شخص خود کسی عہدے کا مطالبہ کرے گا، میں اسے اس منصب پر ہرگز مامور نہیں کروں گا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ میں تمہیں یمن کا حاکم نامزد کرتا ہوں، تم وہاں جا کر اپنے فرائض منصبی ادا کرو۔“

دور رسالتؐ میں یمن دو حصوں میں منقسم تھا۔ ایک حصہ زیریں یمن اور دوسرا حصہ بالائی یمن کہلاتا تھا۔ زیریں یمن جس کو جند بھی کہا جاتا تھا، اس کا گورنر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا گیا اور بالائی یمن کا گورنر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا گیا۔ رسول اقدس ﷺ نے دونوں حضرات کو یمن روانہ کرتے وقت یہ نصیحت فرمائی تھی:

”یمن کے باشندوں سے نرمی سے پیش آنا اور ان سے سختی نہ کرنا۔“ (بخاری)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر دریافت فرمایا: یارسول اللہ ﷺ! یمن میں جو اور شہد سے شراب تیار کی جاتی ہے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ((کل مسکر حرام)) ”ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔“ (بخاری)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ یمن میں اپنے فرائض منصبی ادا کر رہے تھے کہ اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ یہ فتنہ بڑی تیزی سے زور پکڑنے لگا اور لوگ دھڑا دھڑ اس کی نبوت کا اقرار کرنے لگے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے کنٹرول سے یہ فتنہ باہر ہو گیا تو آپ دونوں وہاں سے کوچ کر کے حضرموت تشریف لے گئے۔

یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تھا۔ چنانچہ خلیفہ اول نے لشکر بھیج کر اس فتنے کا قلع قمع کیا اور دوبارہ انہی حضرات کو گورنر کی حیثیت سے مقرر کر دیا۔ (تاریخ طبری)

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو بصرے کا گورنر مقرر کیا اور اہل بصرہ کی طرف خط لکھا کہ یہ طاقتور سے کمزور کا حق دلائیں گے، دشمن سے تمہاری حفاظت کریں گے، ذمیوں کے حقوق کا خیال رکھیں گے اور تمہاری اقتصادی حالت کی بہتری کے لیے اقدامات کریں گے۔ (طبری)

خوزستان بصرہ سے متصل ایران کا سرحدی شہر تھا۔ یہاں کے لوگ جزیہ دیتے تھے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بصرہ کے گورنر بنے تو خوزستان کے لوگوں نے بغاوت کر دی۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی مومنانہ بصیرت کو بروئے کار کر تھوڑے عرصے میں انہیں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا اور انہوں نے جزیہ ادا کرنے کی بنیاد پر صلح کے لئے درخواست کی جو قبول کر لی گئی۔ اس موقع پر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ایرانی فوج کے مشہور جرنیل ہرمزان کو گرفتار کر کے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں دربار خلافت مدینہ منورہ پہنچایا۔

23 ہجری میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے مشہور تاریخی شہر اصفہان کو فتح کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ یہ شہر فتح کرنے کے بعد واپس بصرہ پہنچے ہی تھے کہ دربار خلافت سے گورنر کی حیثیت سے کوفہ منتقل ہو جانے کا پروانہ مل گیا۔ اس وقت کوفہ کے گورنر حضرت عمار بن

یاسر ؓ تھے۔ کوفیوں کی دیرینہ عادت تھی کہ وہ کسی حکمران کو بھی زیادہ دیر تک امن سے حکومت نہ کرنے دیتے۔ کوفیوں نے اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرتے ہوئے جلیل القدر صحابی حضرت عمار بن یاسر ؓ کے خلاف دربار خلافت میں شکایات کا ڈھیر لگا دیا۔ حضرت عمر فاروق ؓ نے اہل کوفہ سے دریافت کیا کہ تم خود بتاؤ کہ تمہارا گورنر کون ہو؟ انہوں نے حضرت موسیٰ ؓ کا نام لیا۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ ؓ کو کوفہ کا گورنر نامزد کیا گیا۔ کچھ عرصے بعد جب حضرت عثمان غنی ؓ تیسرے خلیفہ بنے تو آپؓ نے حضرت ابوموسیٰ ؓ کو دوبارہ بصرہ منتقل ہو جانے کا حکم دیا۔ 29 ہجری میں کرد قبیلے نے حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ کے خلاف بغاوت کر دی۔ امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان ؓ نے صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے انہیں معزول کر دیا اوران کی جگہ عبداللہ بن عامر ؓ کو بصرے کا گورنر نامزد کیا۔

حضرت ابوموسیٰ ؓ نے شہادت عثمان ؓ کے بعد امت میں پیدا ہونے والے خلفشار سے حتی الامکان اجتناب کا رویہ اختیار کیا۔ وہ خود سرزمین شام کی ایک غیر معروف بستی میں جا کر قیام پذیر ہو گئے، اور لوگوں کو بھی اس فتنہ وفساد کے دور میں عزلت نشینی کا مشورہ دیا کرتے تھے۔ حضرت علی ابن ابی طالب ؓ اور امیر معاویہ ؓ کی فوجیں جب جنگ صفین میں ایک دوسرے کے خلاف صف آراء تھیں تو حضرت علی ؓ نے اپنی طرف سے حضرت ابوموسیٰ ؓ کو نمائندہ بنا کر مصالحت کے لئے بھیجا۔ حضرت امیر معاویہ ؓ نے حضرت عمرو بن عاص ؓ کو اپنا نمائندہ نامزد کیا دومۃ الجندل کے مقام پر دونوں نمائندوں کی ملاقات ہوئی۔ اس تاریخی موقع پر حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ نے انتہائی اخلاص، ہمدری اور اعتماد سے امت کے اجتماعی مصالح کو پیش کیا۔ لیکن حضرت عمرو بن عاص ؓ کی سیاسی بصیرت غالب آ گئی اور ملت اسلامیہ دو ریاستوں میں بٹ گئی۔ اس معاملہ سے حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ بہت دلبرداشتہ ہوئے اور وہاں سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے اور اس کے بعد مکمل طور پر گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرنے لگے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ نے یمن، کوفہ اور بصرہ کے حاکم کی حیثیت سے زندگی کا بیشتر حصہ گزارا۔ فراوانی بھی دیکھی لیکن مزاج میں سادگی کا غلبہ رہا۔ رعونت، کبر اور نخوت کو اپنے قریب بھی نہ پھٹکنے دیا۔

ابوموسیٰ اشعری ؓ خود بیان کرتے ہیں کہ غزوہ ذات الرقاع میں ہم چھ افراد کے پاس سواری کے لئے صرف ایک اونٹ تھا۔ سنگلاخ زمین پر پیدل چلنے کی وجہ سے سب کے پاؤں زخمی ہو گئے۔ بعض کے پاؤں کی انگلیوں کے ناخن بھی جھڑ گئے۔ ہم نے پاؤں پر کپڑے کے ٹکڑے لپیٹ لیے، تاکہ درد میں قدرے افاقہ ہو سکے۔ پاؤں پر چیتھڑے لپیٹنے کی وجہ سے اس غزوہ کا نام "ذات الرقاع" رکھ دیا گیا۔ (مسلم) حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ نے جب حضرت عثمان ؓ کی شہادت کے بعد گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی تو امیر معاویہ ؓ نے انہیں خط لکھا کہ قاتلین عثمان سے بدلہ لینے کے لیے عمرو بن عاص ؓ نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔ آپؓ سے بھی مؤدبانہ گزارش ہے کہ آپؓ بھی میری موافقت کریں۔ میں آپؓ کے ایک بیٹے کو بصرے کا اور دوسرے کو کوفہ کا گورنر نامزد کر دوں گا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ نے جواب میں خط لکھا کہ آپؓ کی یاد فرمائی کا شکریہ یہ ایک نازک معاملہ ہے جس میں امت گرفتار ہے۔ مجھے دنیا کا کوئی لالچ نہیں امت کے خلفشار سے دلبرداشتہ ہوں۔ اس لیے میری معذرت ہے (طبقات ابن سعد)

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ کی عمر جب 61 برس ہوئی تو بخار رہنے لگا۔ صحت روز بروز بگڑتی چلی گئی۔ غشی کے دورے پڑنے لگے تو لواحقین کو وصیت کی کہ میرے فوت ہونے پر کوئی نوحہ نہ کرے۔ میرا جنازہ جلد پڑھا جائے اور جلد دفنانے کا اہتمام کیا جائے۔ میری قبر پر کوئی عمارت نہ بنائی جائے۔ 33 ہجری میں آپؓ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون o

"(اے علیؓ) اللہ کی قسم! اگر اللہ تیرے ذریعے سے ایک آدمی کو بھی راہِ راست پر چلنے کی توفیق دے تو یہ تیرے لیے اس سے بہتر ہے کہ تجھے سرخ اونٹ ملیں۔" (الحدیث)

رمضان المبارک کے موقع پر
مکتبہ خدام القرآن لاہور کی
خصوصی پیشکش

رمضان گفٹ پیک

دین حق کا پیغام عام کرنے کے لیے
اپنے اعزہ واقارب اور دوست احباب
کو تحفہ دیجیے

جس میں شامل ہیں:
- بیانُ القرآن (2 MP3 CDs)
  قرآن مجید کا ترجمہ اور مختصر تفسیر
- مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق
- عظمت صیام وقیامِ رمضان المبارک
- راہ نجات سورۃ العصر کی روشنی میں
- نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں
- نیکی کی حقیقت آیۃ البر کی روشنی میں
- مسلمان خواتین کے دینی فرائض
- توبہ کی عظمت وتاثیر
- فرائض دینی کا جامع تصور

از: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

صرف 100 روپے میں

اسٹاک محدود ہے
ڈاک خرچ -/40 روپے۔
ڈاک سے منگوانے والے حضرات -/140 روپے کا
منی آرڈر یا بینک ڈرافٹ درج ذیل ایڈریس پر ارسال فرمائیں

مکتبہ خُدام القرآن لاہور قرآن اکیڈمی K-36، ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون: 3-042-35869501 email: maktaba@tanzeem.org web: www.tanzeem.org

منتہی نظر آنے والا دنیا کی سرحد عبور کر گیا

محمد سمیع

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ایک مرتبہ رفقاء کے ساتھ اوپن سیشن کے دوران سوال و جواب کا سلسلہ جاری تھا۔ ایک بزرگ رفیق ان سے سوال کرنے کے لئے روسٹرم پر آئے اور حسب معمول پہلے اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ میرا نام سید اشفاق حسین ہے اور میں ایک متبدی رفیق ہوں۔ ڈاکٹر صاحبؒ کی رگ ظرافت پھڑکی اور انہوں نے فرمایا لیکن دیکھنے میں تو آپ منتہی نظر آتے ہیں۔ آج جب محمد اشفاق حسین مرحوم ہمارے درمیان نہیں تو ان کی رحلت پر یہی کہہ سکتا ہوں کہ منتہی نظر آنے والا دنیا کی سرحد کی انتہا کو عبور کر گیا۔ حق مغفرت کرے بڑا آزاد مرد تھا۔

ویسے تو تنظیم کے ہر رفیق کا اپنے رفقاء سے قلبی تعلق ہوتا ہے لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے قلبی تعلق اتنا گہرا ہوتا ہے کہ انہیں بھلائے نہیں بھلایا جاتا۔ کچھ یہی معاملہ اس عاجز کا بھائی اشفاق کے ساتھ تھا جنہیں مرحوم لکھنا مجبوری ہے۔ لکھنؤ سے تعلق رکھنے والے ویسے ہی اہل زبان کہلاتے ہیں لیکن بھائی اشفاق مرحوم کی گفتگو میں جو چاشنی ہوتی تھی وہ ان کے لکھنؤ سے تعلق کو اور نمایاں کرتی تھی اور سننے والا اس سے حظ اٹھائے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ میں اکثر ان سے کہا کرتا تھا کہ بھائی آپ جلدی سے مبتدی تربیت گاہ میں شرکت کر لیں، تاکہ دیگر لوازمات کی تکمیل کر کے ملتزم رفیق قرار پا سکیں۔ وہ کہا کرتے کہ بھائی میرے ملتزم بننے سے کیا فرق پڑ جائے گا۔ اِس پر میں کہتا کہ پھر تنظیم آپ کی صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھا سکے گی۔ وہ ازراہ انکسار کہا کرتے کہ اس نا اہل میں آپ کو کون سی صلاحیتیں نظر آتی ہیں۔ بہر حال ڈاکٹر صاحبؒ کی اس بات نے جو اوپر بیان ہوئی ہے، ان کے لئے مہمیز ثابت ہوئی۔ وہ پہلے ملتزم رفیق بنے، پھر نقیب اسرہ اور بالآخر ایک مقامی تنظیم کی امارت پر ان کو فائز کیا گیا۔ ایک مدرس قرآن کی حیثیت سے نہ جانے انہوں نے اس آیت قرآنی کا درس دیا ہوگا: ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ (19)﴾ (الانشقاق) ''کہ تم درجہ بہ درجہ (رتبہ اعلیٰ پر) چڑھو گے'' تحریکی زندگی میں وہ اس آیت کی عملی تفسیر بن گئے اور نہ صرف یہ کہ ان کی صلاحیتوں سے تنظیم نے استفادہ کیا بلکہ انجمن خدام القرآن سندھ بھی اس معاملے میں پیچھے نہ رہی۔ ایک موقع وہ آیا جب قرآن اکیڈمی یاسین آباد ہی نہیں بلکہ انجمن کے جملہ قرآن مراکز کی نظامت کی ذمہ داری کا بوجھ بھی ان پر آ گیا، لیکن اپنی کبرسنی کے باوجود وہ اتنے متحرک تھے کہ دروس قرآن، درس و تدریس، خطاب جمعہ تک کی ذمہ داریاں انہوں نے احسن طریق سے ادا کیں۔ کچھ آغا خانی حضرات نے اپنے مسلک کو چھوڑ کر مسلک اہلسنت اختیار کیا اور انہوں نے مل جل کر ایک مسجد قائم کی جس میں وہ خطاب جمعہ کا فریضہ ایک طویل عرصے تک ادا کرتے رہے اور مقامی مدارس میں جا کر ان کے طلبہ کو بھی انہوں نے پڑھایا۔

ہمارے ان رفقاء کو جو ملتزم بننے میں سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں، ان کی زندگی سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ بالخصوص ان رفقاء کو جنہوں نے قرآن فہمی کورس مکمل کیا ہو اور وہ یہ محسوس کرنے لگے ہوں کہ اب اس کے بعد ہمیں مبتدی تربیت گاہ میں شرکت کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ ایسے ساتھی بھی میرے علم میں ہیں جنہوں نے مذکورہ کورس میں شرکت کی، اپنی خدا داد صلاحیتوں کی بناء پر اچھے مدرس بنے اور اس کے باوجود وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اپنے دروس میں اگر وہ تنظیم کی دعوت رکھیں تو اس کا الٹا اثر ہو سکتا ہے۔ مقصد تو دین کی دعوت ہے اور وہ لوگوں تک پہنچ ہی رہی ہے۔ شاید ان حضرات تک ڈاکٹر صاحبؒ کی وہ بات نہیں پہنچی اور اگر پہنچی ہے تو وہ اسے فراموش کر بیٹھے ہوں۔ مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ میرے پیش نظر کبھی محض دعوت رجوع الی القرآن نہیں رہا ورنہ تو میں اپنے دروس قرآن میں ہزاروں افراد کی شرکت کو دیکھ کر مطمئن ہو جاتا، میرے پیش نظر تو اصلاً غلبۂ دین کا مشن رہا ہے۔ ورنہ تنظیم اسلامی کے قیام کی سرے سے ضرورت ہی نہیں تھی۔

جس شخص کے نزدیک درس قرآن ہی کافی ہو اسے تو تنظیم اسلامی میں شمولیت کی ضرورت نہیں، اسے تو اپنی ساری صلاحیتیں انجمن خدام القرآن کے لئے وقف کر دینی چاہئیں۔ یہ راقم کی رائے ہے۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ محمد اشفاق حسین مرحوم کی کاوشیں جو انہوں نے اللہ کے دین کے لئے کی ہیں قبول فرمائے اور انہیں آخرت میں اجر عظیم سے نوازے۔ (آمین)

☆☆☆

روزہ اور رمضان المبارک کی عظمت اور فضیلت سے آگاہی کے لیے

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

کے کتابچہ

عظمتِ صیام وقیامِ رمضان مبارک

کا خود مطالعہ کیجیے اور احباب کو تحفتاً پیش کیجئے:

قیمت -/25 روپے

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی نوشہرہ کے زیر اہتمام پبی میں دعوتی اجتماع

تنظیم اسلامی نوشہرہ کے زیر اہتمام 10 جون 2012ء کو موضع پبی میں بعد نماز عصر دعوتی اجتماع رفیق تنظیم عبدالستار کے ایک عزیز کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا۔ اس اجتماع کے لئے نوشہرہ سے اجتماعی طور پر روانگی ہوئی اور رفقاء نماز عصر سے پہلے پبی پہنچ گئے۔ میزبان رفیق اور اُن کے دوست احباب سے ملاقات کے بعد نماز عصر با جماعت ادا کی گئی۔ بعدازاں مقامی ناظم دعوت قاضی فضل حکیم نے وائٹ بورڈ کی مدد سے ''عبادت رب'' کے موضوع پر مفصل بیان کیا۔ موضوع کے اختتام پر سوال و جواب کی نشست ہوئی، جس کے بعد شرکاء کی چائے سے تواضع کی گئی۔ نماز مغرب با جماعت ادا کرنے کے بعد راقم اور نوشہرہ کے دوسرے رفقاء کو میزبانوں نے رخصت کیا اور ساتھ ہی اس قسم کے پروگرامات کے ماہانہ بنیادوں پر انعقاد کا تقاضا کیا۔ اس اجتماع میں 6 رفقاء اور 15 احباب نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی و جہد کو قبول فرمائے۔ (آمین)

تنظیم اسلامی نوشہرہ کا ماہانہ تربیتی اجتماع

تنظیم اسلامی نوشہرہ کا ماہانہ تربیتی اجتماع 17 جون 2012 صبح 7 تا 12 بجے نوشہرہ مرکز میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز درس قرآن سے ہوا۔ معتمد مقامی تنظیم اسلامی نوشہرہ جان نثار اختر نے سورۃ الشوریٰ کی آیات 36 تا 43 کا درس دیا، جس میں ترجیح آخرت، توکل علی اللہ، کبائر اور فواحش سے اجتناب، حالت غصہ میں عفو درگزر پر گفتگو ہوئی قاضی فضل حکیم نے ''اقامت دین کا حاصل: قیام عدل'' کے موضوع پر وائٹ بورڈ کی مدد سے مفصل بیان کیا۔ ''دعوت دین اور اس کا طریقہ کار'' کے موضوع پر اُسرہ غربی کے ملتزم رفیق حافظ محمد حامد نے مطالعہ کروایا۔ اس کے بعد شرکاء کی مشروب سے تواضع کی گئی۔ بعدازاں ناظم بیت المال عبدالخالق نے ''ناروا رسومات'' پر گفتگو کی۔ سیرت صحابہؓ کا مطالعہ نقیب اُسرہ نوشہرہ جنوبی نواز علی نے کروایا۔ مقامی ناظم تربیت نصر اللہ نے ''تکبر و حسد'' کے موضوع پر قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کیا۔ آخر میں قاضی فضل حکیم نے تنظیمی اجتماعات کا مقصد اور اہمیت پر گفتگو کی اور دُعائے مسنونہ پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ پروگرام میں 16 رفقاء اور 4 احباب نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی و جہد کو قبول فرمائے۔ (آمین) (مرتب: جان نثار اختر)

تنظیم اسلامی گارڈن ٹاؤن کا ماہانہ تربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی گارڈن ٹاؤن کے زیر اہتمام ماہانہ تربیتی پروگرام 23 جون 2012 کو قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا، جس کی سعادت کلیۃ القرآن کے طالب علم حافظ عبداللہ ریحان نے حاصل کی۔ اس کے بعد رفیق تنظیم حافظ محمد مشتاق نے تذکیر بالقرآن کے تحت سورۂ نور کے آخری رکوع کا مطالعہ کروایا۔ انہوں نے کہا کہ اس رکوع میں جماعتی نظم کے کچھ اصول بیان کیے گئے ہیں اور اہل ایمان سے فرمایا گیا ہے کہ جب انھیں اپنے کسی کام کی خاطر کہیں جانا پڑے تو حضور ﷺ سے اجازت لے لیا کریں اور جو لوگ اجازت نہیں لیتے ان کا ایمان خطرے میں ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت والی زندگی گزارتے ہیں اللہ تعالیٰ سزا کے طور پر ان پر ظالم حکمران مسلط کر دیتا ہے۔ تنظیم اسلامی گارڈن ٹاؤن کے ناظم دعوت عامر اعجاز نے سیرت صحابہؓ کے تحت صحابیٔ رسول حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل اور مناقب بیان کیے۔ نماز مغرب کے وقفہ کے بعد کلیۃ القرآن کے استاد حافظ مطیع الرحمٰن نے ''دعوت دین، کیسے؟'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ دعوت دین ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ یہ غلط فہمی ہے کہ دعوت و تبلیغ ایک خاص طبقے یعنی علماء کے کرنے کا کام ہے، باقی لوگ اس سے مستثنٰی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دعوت دین کے لیے ضروری ہے کہ ہم سب سے پہلے خود اللہ کے مطیع بنیں، پھر معاشرے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیں۔ ہمیں پہلے برائی سے خود بچنے کی کوشش کرنی ہوگی، پھر برائی کے خلاف زبان سے اور ہاتھ سے جہاد اور شرکی قوتوں کا بھرپور مقابلہ کرنا ہوگا۔ رفیق تنظیم افضل ولی نے بانیٔ تنظیم اسلامی کے معرکۃ آرا کتابچہ ''اسلام کی نشاۃ ثانیہ: کرنے کا اصل کام'' کا مطالعہ کروایا۔ عشاء کی نماز کے بعد امیر مقامی تنظیم محمد فواد نے ''لا الٰہ الا اللہ کی شرائط'' کے موضوع پر لیکچر دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے لیے یہ ازبس ضروری ہے کہ توحید کا علم حاصل کریں اور پھر یقین قلبی کے لیے ضروری ہے کہ ہم نیک لوگوں کی صحبت اختیار کریں اور قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کا اہتمام کریں۔ رات 11 بجے کھانے کے بعد یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ: مرتضیٰ احمد اعوان)

تنظیم اسلامی جاتلاں آزاد کشمیر کا ماہانہ تربیتی اجتماع

تنظیم اسلامی جاتلاں آزاد کشمیر کے زیر اہتمام ماہانہ تربیتی اجتماع 24 جون 2012ء کو منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز نماز عصر کے بعد سابق امیر سید محمد آزاد کے درس قرآن پاک سے ہوا۔ اس کے بعد راقم الحروف نے سورۃ الفاتحہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے فرمان عالی شان پر مختصر گفتگو کی۔ شبیر حسین (نقیب اسرہ کھی) نے فکر آخرت کے بارے میں مؤثر گفتگو کی۔ عمر سلطان نے ایک فرانسیسی پردہ دار لڑکی کے ساتھ وہاں کی ایک سپر مارکیٹ میں پیش آنے والے واقعہ کا تذکرہ کیا، اور بتایا کہ جب انسان کے پاس کردار کی طاقت موجود ہو تو وہ جرأت مند ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج مسلمان کا پست کردار غیر مسلم کے قبول اسلام میں رکاوٹ ہے۔ طاہر الاسلام صدیقی نے امت مسلمہ کے احیاء کے حوالے سے گفتگو کی۔ عزیرم اسرار احمد نے سیرۃ صحابہؓ سے ایک صحابی کے قبول اسلام اور انہیں جہاد میں پیش آنے والی دردناک مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کے واقعات بیان کئے۔ قاری فرید الحق نے قرآنی آیات و احادیث رسولؐ کے حوالے سے دنیا و آخرت کی حقیقت پر روشنی ڈالی۔ محترم امتیاز عزیز نے قانون اور قانون کے احترام کے حوالے سے مؤثر گفتگو کی۔ پروفیسر عطاالرحمٰن نقیب اسرہ جاتلاں نے شرکاء سے سورۃ الفاتحہ کی قراءت کرائی اور اغلاط کی درستی کی اور ترجمہ پڑھایا۔ اُسی دن بھمبر میں مقامی ناظم تربیت حافظ ندیم مجید نے فہم دین پروگرام کرایا۔ اس پروگرام میں ایک ملتزم رفیق اور چھ احباب نے شرکت کی۔ اس پروگرام کے انعقاد میں ڈاکٹر محمد ایوب نے اہم کردار ادا کیا۔ پروگرام کے نتیجے میں ایک حبیب قمر اعظم نے فکر تنظیم کو سراہا اور اس سے اتفاق کا اظہار کیا۔ آخر میں مہمانوں کو کھانا پیش کیا گیا۔ اس پروگرام میں گیارہ افراد نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ہماری دینی کاوشوں کو قبول فرمائے۔ (آمین) (مرتب: غلام سلطان)

تنظیم اسلامی ٹوبہ کے زیر اہتمام فہم دین پروگرام

تنظیم اسلامی ٹوبہ کے زیر اہتمام فہم دین سے متعلق تین خطابات پر مشتمل پروگرام 29 جون تا یکم جولائی پریس کلب ٹوبہ میں منعقد ہوا۔ یہ پروگرام روزانہ نماز فجر کے بعد ایک گھنٹہ دورانیہ پر مشتمل خطاب کی صورت میں ہوتا تھا۔ پہلے روز انجینئر مختار فاروقی ناظم اعلیٰ تحریک خلافت کا خطاب ہوا۔ انہوں نے ''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا انسانوں سے مطالبہ'' کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانتے ہوئے اس کی بندگی میں زندگی گزاریں۔ یعنی محبت کے جذبے کے ساتھ پوری زندگی میں اپنے خالق و مالک کی کلی اطاعت کریں۔ دوسرے روز کا خطاب ''دنیا کی حقیقت اور ہماری ذمہ داری'' کے موضوع پر تھا۔ تنظیم اسلامی حلقہ فیصل آباد کے امیر محمد رشید عمر نے قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح کیا کہ یہ دنیا دار العمل اور دار الامتحان ہے یہ ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں۔ دار الجزا اور دائمی زندگی آخرت کی

زندگی ہے۔لیکن آخرت کی زندگی کے لئے تیاری ہمیں اسی دنیا میں کرنا ہوگی۔ یہاں نہ صرف ذاتی زندگی میں تقویٰ کی روش اختیار کرنے کا حکم ہے، بلکہ دوسرے انسانوں کی بھلائی اور خیر خواہی بھی ہماری ذمہ داری ہے۔اسی طرح باطل نظام کے خاتمہ اور اسلام کے عادلانہ نظام کے قیام کی جدوجہد بھی امت مسلمہ کے ذمہ ہے۔ تیسرے دن تنظیم اسلامی کے ناظم دعوت وتربیت رحمت اللہ بٹر کا خطاب تھا۔ان کا موضوع گفتگو تھا ''نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت''۔انہوں نے قرآنی آیات کے حوالے سے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اپنے قول اور عمل سے اپنی امت پر اتمام حجت کردیتے ہیں۔رسولوں کا مقصد بعثت نظام عدل وقسط کا قیام ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت خصوصی طور پر قرآن حکیم میں تین مقامات پر دین حق کا غلبہ بیان کیا گیا ہے۔آپ ﷺ نے پیہم جدوجہد کرکے عرب میں دین اسلام کو نافذ کردیا۔انہوں نے کہا کہ آج پھر دنیا میں طاغوتی نظام کا غلبہ ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ خود مسلمان دین اسلام کو مروجہ مفہوم میں مذہب بنا کر اور اسے عقائد وعبادات تک محدود کرکے طاغوتی نظام کے تحت زندگی گزار رہے ہیں۔ انہوں نے پُرزور انداز میں سامعین سے اپیل کی کہ اجتماعی زندگی میں نفاذ اسلام کے لئے جان ومال اور اپنے اوقات وصلاحیتوں کی قربانی دیں۔دین قربانیوں ہی سے غالب ہوگا۔کم وبیش ایک سو افراد نے اس خطاب کو بڑی دلجمعی کے ساتھ سنا۔اس کے ساتھ ہی یہ سہ روزہ فہم دین پروگرام اختتام پذیر ہوا۔اللہ تعالیٰ اس پروگرام کے لئے رفقاء کی کاوشوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے (آمین) پروگرام کے ساتھ کتب،سی ڈیز کا سٹال بھی لگایا گیا تھا۔

(مرتب: رفیق تنظیم اسلامی ٹوبہ)

حلقہ پنجاب شرقی کے زیر اہتمام عارف والا میں ماہانہ تربیتی کورس

یکم جولائی 2012ءکو دارِارقم اکیڈمی ڈی بلاک عارف والا میں حلقہ پنجاب شرقی کے زیراہتمام عارف والا، ساہیوال، پتوکی، بورے والا، پاکپتن، اوکاڑہ، پھولنگر، حویلی لکھا اور دیپالپور کے منفرد اسرہ جات پر مشتمل رفقاء کے لئے ماہانہ تربیتی کورس کا انعقاد کیا گیا۔جس میں رفقاء کو بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی ویڈیو تقریر ''اقامت دین کی جدوجہد میں سستی کے اسباب'' اور خالد محمود عباسی کی ویڈیو تقریر ''رفقائے تنظیم کے لئے داخلی خطرات'' دکھائی گئیں۔تربیتی کورس میں 42 رفقاء اور 6 احباب شریک ہوئے۔ یہ ماہانہ تربیتی اجتماع 9 بجے سے 12:30 تک جاری رہا۔اس کے بعد رفقاء واحباب کو کھانا کھلایا گیا۔جس کے بعد وہ اپنے گھروں کو روانہ ہوگئے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔(آمین)

(رپورٹ: عابد حسین)

''نیٹو سپلائی کی بحالی'' کے خلاف حلقہ جات کراچی شمالی وجنوبی کے زیراہتمام احتجاجی مظاہرہ

کراچی کے حلقہ جات جنوبی وشمالی کے زیراہتمام نیٹو سپلائی کی بحالی کے حکومتی فیصلے کے خلاف 5 جولائی 2012ءکو کراچی پریس کلب کے سامنے مظاہرہ کا اہتمام کیا گیا۔افتتاحی گفتگو میں امیر تنظیم سرجانی ٹاؤن طارق امیر پیرزادہ نے حکمرانوں کے نیٹو سپلائی کی بحالی کے فیصلے کو جلد بازی سے تعبیر کیا اور اسے پوری قوم کی تذلیل قرار دیا۔کورنگی شرقی کے امیر انجینئر نعمان اختر نے قرآنی آیات کی روشنی میں حکومتی فیصلے پر تنظیم اسلامی کا موقف واضح کیا۔انہوں نے کہا کہ یہ فیصلہ نہ صرف اسلامی اور عقلی اصولوں کے خلاف ہے بلکہ قومی سالمیت کے بھی منافی اور قومی غیرت کا جنازہ نکالنے کے مترادف ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ طالبان افغانستان کے مومنانہ طرزعمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں عزت دی اور ہم اہل پاکستان پر اسلام دشمن طرزعمل کی وجہ سے ذلت اور رسوائی مسلط کردی۔انہوں نے حکمرانوں سے مطالبہ کیا کہ اس فیصلہ کو فوراً واپس لیں اور عوام سے اپیل کی کہ وہ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں اور قیام پاکستان کے مقصد کو پورا کرنے کے لیے منظم جدوجہد کریں۔حلقہ کراچی شمالی کے ناظم شجاع الدین شیخ نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضے کا حوالہ دیتے ہوئے صحافی بھائیوں سے اپیل کی کہ وہ اپنے قلم کی طاقت استعمال کرتے ہوئے ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ انہوں نے کہا کہ طالبان نے افغانستان میں شریعت نافذ کی، جبکہ ہمارے حکمرانوں نے اسلام سے غداری کی۔ اس کا نتیجہ ہم ایک عرصہ سے بھگت رہے ہیں۔انہوں نے میڈیا پر کڑی تنقید کی کہ وہ امریکی فوج کی ناکامی کے مناظر نہیں دکھاتا اور اس کی وجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ استعماری طاقتوں نے اُس پر سرمایہ کاری کررکھی ہے۔آخر میں انہوں نے کہا کہ حق وباطل کا معرکہ برپا ہے۔ ہر مسلمان یہ سوچے کہ وہ اِس معرکے میں کس کے ساتھ ہے اور روز حشر اللہ کو کیا جواب دے گا۔انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قیام خلافت کی جدوجہد میں اپنا وقت، توانائیاں اور صلاحیتیں لگانے کی توفیق نصیب فرمائے۔حلقہ کراچی شمالی کے ناظم دعوت عامر خان نے نیٹو رسد کی بحالی کے حکومتی فیصلے کو قومی خودکشی قرار دیا۔انہوں نے کہا کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے اُس کے عذاب کے کوڑے سیلاب، زلزلے اور لسانی فسادات کی صورت میں مسلسل پڑ رہے ہیں۔انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس فیصلے کو فوری واپس لیا جائے وگرنہ اس کے نتیجے میں ملک کی بقا وسلامتی خطرے میں پڑ جائے گی۔اس مظاہرے میں تقریباً 200 رفقاء واحباب نے شرکت کی۔شجاع الدین شیخ کی دعا پر اس مظاہرے کا اختتام ہوا۔

(مرتب: وقاص مبین خان)

تنظیم اسلامی حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کا نیٹو سپلائی بحالی کے خلاف مظاہرہ

7 جولائی 2012ءکو بعد نماز عصر تا مغرب حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے زیراہتمام نیٹو سپلائی کی بحالی کے فیصلے اور صلیبی جنگ میں امریکہ اور نیٹو کے ساتھ تعاون کے حکومتی پالیسی کے خلاف ایک پُرامن مظاہرہ ہوا۔مظاہرے کی قیادت نائب ناظم اعلیٰ خیبر پختونخوا میجر (ر) فتح محمد اور ناظم حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی قاری خورشید انجم نے کی۔ یہ مظاہرہ چوک صدیق اکبرؓ جامع مسجد ہشتنگری سے شروع ہوا اور جی ٹی روڈ سے ہوتا ہوا اشرف روڈ پر اختتام پذیر ہوا۔ ہشتنگری میں مظاہرے کے آغاز پر نائب ناظم اعلیٰ خیبر پختونخوا میجر (ر) فتح محمد نے رفقاء کو ہدایات دینے کے ساتھ ساتھ اس پُرامن مظاہرے کی غرض وغایت بیان کی۔انہوں نے کہا کہ حکومت کا نیٹو سپلائی کی بحالی کا اقدام اسلامی، اخلاقی اور معاشرتی اصولوں کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔انہوں نے کہا کہ نیٹو سپلائی کفر کو تقویت دینے اور اپنے افغان مسلمان بھائیوں کے قتل ناحق کا اجازت نامہ ہے اور اسی کا شاخسانہ ہے کہ امریکہ نے ہم پر فوری طور پر ڈرون حملہ کردیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نیٹو سپلائی کی بحالی ملک وملت سے غداری ہے۔ تنظیم اسلامی کے رفقاء واحباب نے بینرز، ٹی بورڈز اور تنظیم اسلامی کے جھنڈے اُٹھا رکھے تھے۔جن پر مختلف قرآنی اور دوسری عبارات درج تھیں۔مثلاً ''اے اہل ایمان! تم یہود ونصاریٰ کو (ہرگز) اپنا دوست نہ بناؤ'' ''امریکہ کا جو یار ہے...... غدار ہے غدار ہے'' ''نیٹو سپلائی کی بحالی سانپ کو دودھ پلانے کے مترادف ہے'' ''نیٹو سپلائی کھول کر اللہ کے غضب کو دعوت نہ دو'' ''نام نہاد دہشت گردی کی جنگ سے مکمل علیحدگی اختیار کی جائے'' ''امریکہ سے ناتا توڑو...... رب سے رشتہ جوڑو''۔ رفقائے تنظیم منظم، پُرامن انداز میں آگے بڑھتے رہے۔راستے میں مظاہرین نے بعض مقامات پر کھڑے ہوکر لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کروائی۔روڈ کے دونوں اطراف رفقاء کی ٹولیاں نیٹو سپلائی بحالی کے حوالے سے طبع شدہ ہینڈبل تقسیم کرتی رہیں۔مظاہرے کے اختتام پر ناظم حلقہ قاری خورشید انجم نے مختصر خطاب کیا۔انہوں نے کہا کہ امریکی سرپرستی میں پاک سرزمین پر افغان تخریب کاروں کے حملے اور ڈرون حملوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ امریکہ پاکستان کی خودمختاری اور سلامتی کا بدترین دشمن ہے۔انہوں نے کہا کہ نیٹو سپلائی کو بحال کرنا سانپ کو دودھ پلانے کے مترادف ہے اور یہ اسی غلامانہ پالیسی کا شاخسانہ ہے کہ امریکہ نے ڈرون

حملے بند کرنے کا مطالبہ پھر مسترد کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف امریکہ کی طرف سے برپا کی گئی اس ''صلیبی جنگ'' میں امریکہ اور نیٹو کے ساتھ کسی بھی نوعیت کا تعاون کرنا اللہ کی ناراضی اور اُس کے غضب کو بھڑکانے کا موجب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا ملک گزشتہ دس سال سے مسلسل عذابوں کی زد میں ہے۔ حکمران نیٹو سپلائی کھول کر اللہ کے غضب کو اور نہ بھڑکائیں۔ انہوں نے حکمرانوں سے مطالبہ کیا کہ وہ نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ سے کامل علیحدگی اختیار کریں اور رب کائنات، اس کے دین اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ عملی وفاداری کی راہ پر گامزن ہو جائیں، تاکہ ہمیں اللہ کی مدد حاصل ہو سکے۔ انہوں نے کہا کہ نیٹو سپلائی کی بحالی اپنے ہاتھوں مسلمانوں کا خون بہانے کے مترادف ہے، یہ اسلام کو کمزور کرنے کی سازش اور ہماری غیرت ملی کے منہ پر ایک طمانچہ ہے۔ دعا کے بعد مظاہرین پُرامن طور پر منتشر ہو گئے۔ اس پروگرام کے لیے میڈیا کے ساتھ رابطہ کی ذمہ داری رفیق تنظیم محمد فاروق کو سونپی گئی۔ انہوں نے تمام بڑے اخبارات کے فوٹو گرافرز اور پریس رپورٹرز سے رابطہ کیا اور ان کی حاضری کو یقینی بنایا، جس کے نتیجے میں میڈیا نے مظاہرہ کو بھرپور کوریج دی اور 8 جولائی کو پشاور سے شائع شدہ ہونے والے تمام بڑے بڑے اخبارات جیسے ''مشرق''، ''ایکسپریس''، ''آج''، ''آئین''، ''صبح'' اور ''نئی بات'' نے نمایاں انداز میں مظاہرے کی سرخیاں لگائیں۔ مظاہرے میں پشاور اور نوشہرہ کی تنظیم اور منفرد رفقاء نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ (مرتب: انجینئر طارق خورشید)

☆☆☆

بقیہ: خلافت فورم

میں اسلامی نظام کو نافذ نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ ہم نے پاکستان جس بنیاد پر حاصل کیا تھا، اُس بنیاد سے ہٹ چکے ہیں۔ معاشی لحاظ سے ہم دیوالیہ پن کا شکار ہیں۔ اگر اسلام اس ملک میں نافذ نہیں کرنا تھا تو سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا معاشی لحاظ سے پورا ہندوستان مسلمان کے لیے فائدہ مند نہیں تھا۔ اسی طرح کیا یہ صحیح نہیں کہا گیا تھا کہ ہندوستان کی تقسیم سے مسلمانوں کی قوت تقسیم ہو جائے گی۔ اس وقت بنگلہ دیش میں 20 کروڑ کے قریب مسلمان آباد ہیں۔ اسی طرح 18 کروڑ سے زائد مسلمان پاکستان میں ہیں اور 24 کروڑ سے زائد مسلمان ہندوستان میں آباد ہیں۔ میں پاکستان بننے کی مخالفت نہیں کر رہا ہوں بلکہ اس ملک کی اسلام سے دوری کے نتیجے میں تمام شعبوں میں پستی کے حوالے سے یہ بات کہہ رہا ہوں۔ اگر اس ملک کو اپنے اساسی نظریے کے مطابق اسلام کا گہوارہ بنانے کی ضرورت نہیں تھی تو پھر 60 کروڑ مسلمان اپنی عددی قوت کے لحاظ سے تقسیم سے پہلے ہی اچھے تھے۔ اور جیسا کہ آج پورے ہندوستان میں مسلمانوں کے ساتھ ناروا سلوک روا رکھا جاتا ہے اگر ہم 60 کروڑ مسلمان وہاں موجود ہوتے تو ہندوانتی جرأت کبھی نہ کر پاتے۔ اگر آج بھی ہم نے نظریہ پاکستان کی عملی تعبیر نہ کی تو بقول ابوالکلام آزاد کے ''ہندوستان میں مسلمان نہیں رہے گا اور پاکستان میں اسلام نہیں رہے گا۔'' لہٰذا اُن کی یہ بات اب خدانخواستہ سچ ثابت ہوتی نظر آ رہی ہے۔ اگر ہم آج اور ابھی سے اس ملک میں اسلامی نظام کی بنیاد رکھ دیتے ہیں تو پھر یہ ملک نہ صرف پستی سے باہر نکل آئے گا بلکہ اُس اسلامی نظام کے ثمرات اس پورے خطہ کے لیے بھی باعث رحمت و برکت ثابت ہوں گے۔ (مرتب: وسیم احمد/محمد بدرالرحمٰن)

قارئین اس پروگرام کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی آفیشل ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر خلافت فورم کے عنوان سے اور Youtube.com/khilfatforum پر دیکھی جا سکتی ہے۔ اس پروگرام کے بارے میں اپنی آراء اور تجاویز media@tanzeem.org پر ارسال فرمائیں۔

☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 26 سال، تعلیم بی اے، متحدہ عرب امارات میں اکاؤنٹنٹ کے لیے دینی مزاج کی حامل، تعلیم یافتہ، خوب سیرت وصورت لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔

برائے رابطہ 0321-4661899,042-35173190

☆ اعلیٰ تعلیم یافتہ فیملی کو اپنے دراز قد خوبصورت بیٹے، عمر 26 سال، الیکٹریکل انجینئر، سعودی عرب میں ملٹی نیشنل کمپنی میں ملازمت کے لئے دینی مزاج کی حامل، خوبصورت خوب سیرت ڈاکٹر یا انجینئر لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0306-4102550 ، 0423-5210140

☆ کشمیری فیملی کو اپنی تین بیٹیوں، عمریں 31 سال (ایم اے سیاسیات، لیکچرار) 28 سال (پی ایچ ڈی) 26 سال (بی اے) ستر و حجاب کی پابند کے لئے دینی مزاج کے حامل موزوں رشتے درکار ہیں۔ برائے رابطہ: 0331-8820721

☆ مغل فیملی کو اپنی بیٹی صوم و صلوٰۃ کی پابند، تعلیم بی ایس سی، بی ایڈ (پرائیویٹ سکول چلا رہی ہے) خلع یافتہ کے لئے دینی مزاج کے حامل برسرِ روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0300-9139121

☆ لاہور میں رہائش پذیر سکے زئی فیملی کو اپنے بیٹے عمر 30 سال، تعلیم میٹرک کے لئے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے، (لڑکی کم از کم میٹرک ہو)۔

برائے رابطہ: 0313-6963239 ، 0322-3224351

دعائے صحت کی اپیل

- منفرد اسرہ 129 مراد چھوٹی چشتیاں کے نقیب ماسٹر محمد حسین فالج کے عارضہ میں مبتلا ہیں
- حلقہ کراچی جنوبی کی تنظیم سوسائٹی کے نقیب جاوید نسیم کا بائی پاس آپریشن ہوا ہے۔
- تنظیم اسلامی سوسائٹی کراچی کے ناظم بیت المال رضوان احمد کے والد کی ٹانگ کی ہڈی میں فریکچر ہوا ہے
- تنظیم اسلامی ٹاؤن شپ لاہور کے ملتزم رفیق محمد اکرام کی روڈ ایکسیڈنٹ میں ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے

اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقائے تنظیم سے بھی اُن کے لئے دُعائے صحت کی اپیل ہے۔

دعائے مغفرت

- تنظیم اسلامی حلقہ پوٹھوہار کے ملتزم رفیق اللہ دتہ کی والدہ محترمہ تقدیر الٰہی سے وفات پا گئیں۔
- تنظیم اسلامی پشاور صدر کے ناظم دعوت و تربیت میاں عامر معین کے بہنوئی بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔
- تنظیم اسلامی ہارون آباد کے نقیب اسرہ محمد رمضان کی والدہ انتقال کر گئیں۔
- تنظیم اسلامی ہارون کے رفیق محمد ارشد کی والدہ انتقال کر گئیں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

معمارِ پاکستان نے کہا:

اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہیے کہ اس میں اطاعت اور وفاکیشی کا مرجع خدا کی ذات ہے جس کی تعمیل کا عملی ذریعہ قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے، نہ پارلیمنٹ کی، نہ کسی شخص اور کسی ادارے کی۔ قرآن مجید کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدود متعین کر سکتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اسلامی حکومت قرآن کے اصول و احکام کی حکومت ہے۔ (کراچی، 1948ء)

by their vagrant wishes? It is a fact that many a time the so-called educate people behave like "Juhala"(illiterate) when they are taken over by their vested interests and selfishness. Are the two houses of the public representative completely depleted from the men of conscience and the ones guided by rules and regulations? Are all of the members of the prestigious forums the slaves of the interests of the few individuals in the higher herearchy of the ruling class? Is there no one who can sacrifice his short-term but very mean interests for the interest of justice and the nation at large? Are we slouching towards a scenario where we are doomed to be ruled under a system of governance that had been prevailing in the era of Ranjeet Singh during the early years of the 19th century? The public should understand that the rulers are in no mood to abide by the rule of law. They tend to be dictators without uniforms and at times worst than the military dictators of the past. We do remember when one Civilian marshal law administrator and the so-called Awami leader and now a 'shaheed' of the ruling party had ordered the dragging out of the public representatives from the legislating house. Those degraded and manhandled honorable men like the Islamic Scholar and one of the most revered personalities of the legislative body, the late Maulana Mufti Mehmood of the JUI. We remember the same civilian dictator who had banned the most patriotic political party of Pakhtoons, the then NAP and had put her respectable elders behind the bar. It is also disgusting for the Pukhtoons to see that the followers of the great Pakhtoon icon, the late Khan Abdul Wali Khan are following the inept ruling group in the center blindly in all their wrong policies. The current group who are at the helm of the affairs have the ill intention of dragging the country into the duress of fascism as is evident from their very abusive attitude towards the judiciary and the law of the country but they will never succeed since the common man is now quite alert and cannot be easily beguiled by the self-seeking rulers. This legislation will be challenged not only in the highest court of law but will also turn as a scornful subject in the eyes of the common man. If the ruling conglomeration does not behave in a democratic way under the rule of law they will find the masses of Pakistan one day on the roads and the rulers will not be able to find any shelter like we have seen dictators in the Arab Word in the recent past. It is for their benefit that they surrender before the law and give up treating the Pakistani public to be their drum-driven cattle. They should give democracy a chance and should not create hurdles in its way as they themselves claim it to be panacea for all ailments. It is in their own interest that they should abide by the law and give up their hegemonic attitude which they are adopting for continuation of their very much unpopular rule. No country can survive where its rulers in the higher herearchy are adamant to the rule of law and constitution. The rulers should not try to mislead the general public on repeating every time the slogan of the superiority of the parliament. In a true democracy, of course Parliament is superior in so far as the question of making of legislation goes. However, the interpretation of the law is the domain of the highest judiciary as envisaged by the same legislative body, the parliament. Moreover in a democratic dispensation, the capricious rulers cannot be allowed to misuse the Parliament to legislate bills that are in contradiction and in complete antagonism to the basic spirit of the constitution. The rulers have had sufficient time of ruling this country on their term. They have established unbeatable examples of inefficient rule and bad governance. It is in their own as well as the public interest that they should avoid tactics of prolonging their incompetent rule and leave the masses of Pakistan to choose their new representatives. Any hindrance and obstacle to be manipulated by the rulers will be against the interest of the nation. The new prime minister should be a wise man not to prefer the one man's interests on the risk of the interest of the nation. He should prove himself to be loyal to his oath of allegiance to the Islamic Republic of Pakistan and not to the President of his political party who wants to betray the nation by avoiding any investigation to his alleged corruption of laundering money and to obstruct the way of writing letter to the Swiss Government. If he is innocent, he should let the law take its course in the normal way. It is in his interest that he should get his clearance from the court of law against his incrimination in the alleged cases of corruption.

Mohammad Fahim

Abusing the Constitution and Rule of Law

Our parliamentarians belonging to the ruling class were all unanimous in molesting and abusing the rule of law when they passed an amendment bill barring penalty whatsoever on the contempt of court. This discriminatory law was passed in no time only to serve the so–called elite class specially the ones called our ministers etc. This group of the rulers mostly constitute, with few exceptions, the most corrupt, fraudulent and unprincipled people who lack the basic human character, leave alone being the people with a spirit of justice and fairness. They have now girded up their loin on abusing the constitution and the rule of law. How many of them are the holders of fake degrees, is no more a secret now. Don't be surprised at this legislation since it testifies our parliament to be a rubber stamp in the hands of the corrupt rulers using it for covering their corrupt practices. Such dismaying adventures are done against the interest of the people at the hands of those elected by the hapless people to safeguard their interest at the national level. However, the people so elected to this higher forum are always a special class and their interest is always in conflict with the interest of the general masses, the backbone of the country. We understand that the present inept rulers have crossed all limits of bad governance, corruption, mismanagement, dishonesty, incompetence and have completely destroyed the most vital institutions of the state thus shattering both the economy and prestige of the country. The only institution left was the Highest Judiciary which had been revived with great sacrifices of both the public and the legal fraternity and which is still going through a phase of remodeling and further improvement. This very important institution, which has been providing relief to the common man without discrimination and is looking after the interest of the State, has become an eye sore for the corrupt ruling elite. Unfortunately the people's assembly whose members enjoy full benefits and privileges by dint of the common man's vote is being misused as rubber stamp by the selfish rulers to serve their vested but temporary interests and whims. It means that the parliament a representative body of the public has turned against the same public by helping the corrupt rulers in conspiracies to demeanor the rule of law which is a source of inspiration for the common people. The apex court has proved during the last few years to be the only ray of hope for the hapless public and a cover of safeguard for the national institutions. The current legislation relating to the contempt of court is quite discriminatory and antagonistic to the basic spirit of the constitution of Pakistan and will not be permitted to become a part of the constitution as it divides the nation into two different and distinct segments; one being a novel and strange group of certain creatures of the class of sacred cows exempted from the rules and law of the country. They will be free to abuse the honorable judges and judicial institutions, dishonor them openly, maligning them publicly in the courts and in the press conferences. There will be nobody there to question their obscenity since they will easily say, ***"We are special breed, above the Law and rule and whatever abuses we are using against the judiciary or judges is in the largest interest of the public and that we are exempted from any censure since we are covered by the provision of this discriminatory law"***. The example is how this so-called powerful institution was abused by the ruling few when its unanimously adopted resolution in relation to the NATO supply was put at the tip of the shoes. What a wonderful legislation! Is there no one in the ruling party with sane thinking who could use his sense of being a human being let alone a representative of the people and being one from the elite and responsible class of Pakistanis? Is the Assembly burdened all with people like Bushra Gawhar, Aitizaz, Farouq. H. Naek, Kaira, Adeel, latif Khosa etc; who are proving themselves, through their attitude to be blindfolded and driven astray

رمضان اور پاکستان

ہم نے وطن عزیز پاکستان اللہ سے نفاذِ دین کے وعدہ پر حاصل کیا تھا، لیکن افسوس! عوامی اور حکومتی دونوں سطحوں پر ہم نے اسلام کو اپنی زندگی سے خارج کر دیا۔ اس وعدہ خلافی کی سزا ہے کہ آج ظلم، ناانصافی، کرپشن، خیانت، جھوٹ، بددیانتی، منافقت اور معاشی بدحالی کے عذاب نے ہمیں اس طرح گھیر رکھا ہے کہ نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ لوڈ شیڈنگ سے اگر قوم ظاہری طور پر اندھیروں میں ڈوبی ہوئی ہے تو ان باطنی بیماریوں سے مسلمانانِ پاکستان کا باطن سیاہ ہو چکا ہے۔

اگرچہ ہم اپنے ہی کرتوتوں کے باعث بند گلی میں داخل ہو چکے ہیں......لیکن

مایوسی کفر ہے

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے اور یہ بات ہر مسلمان جانتا ہے کہ پاکستان رمضان المبارک کی 27 ویں شب کو معرضِ وجود میں آیا۔ جس کے بارے میں گمان غالب ہے کہ یہ لیلۃ القدر ہے۔ امسال بھی پاکستان کا یوم آزادی رمضان کے آخری عشرے میں آ رہا ہے۔ ہوسکتا ہے یہ قدرت کی طرف سے اشارہ ہو کہ اگر رمضان المبارک کی رحمت بھری ساعتوں سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ہم اب بھی انفرادی و اجتماعی سطح پر توبہ کر لیں اور رجوع الی اللہ کے عملی مظاہرے کے طور پر قرآن مجید کی تعلیمات کو نہ صرف اوڑھنا بچھونا بنا لیں بلکہ ملک میں قرآنی تعلیمات پر مبنی نظام کے نفاذ کے وعدہ کو پورا کرنے کا عہد کریں اور اس کے لیے اپنا تن من دھن نچھاور کرنے پر تیار ہو جائیں تو یہ نیم مردہ پاکستان کائنات کی سپریم پاور یعنی اللہ رب العزت کی سپورٹ سے دنیا کی سپر قوت بن کر اُبھر سکتا ہے۔

آئیے! عہد کریں کہ

ہم اس رمضان المبارک میں رب کی مغفرت اور رحمت کے حصول کی ہر ممکن کوشش کریں گے

اور دفاعِ پاکستان کے لیے

رجوع الی اللہ اور توبہ و استغفار کی روش اختیار کر کے

اپنی سابقہ کوتاہیوں کا ازالہ کریں گے

کیونکہ —— موجودہ تباہی و بربادی سے بچاؤ اور مسائل کے حل کی

انفرادی و اجتماعی توبہ کے سوا کوئی دوسری صورت ہے ہی نہیں

دُعا ہے کہ اس بار رمضان کے روزے ہمیں ایسی رُوحانی قوت بخش دیں......کہ

ہم باطل کا سر کچل کر رمضان میں جنم لینے والے پاکستان کو ماہ رمضان میں نازل ہونے والے قرآن کی عملی تعبیر بنا سکیں۔

(آمین یارب العالمین)

یہ وضاحت ضروری ہے کہ انفرادی توبہ سے مراد عملی مسلمان بننا اور اللہ کی مکمل بندگی اختیار کرنا ہے۔
جبکہ اجتماعی توبہ کی صورت یہ ہوگی کہ ہم مملکت خداداد پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لیے کمر ہمت کس لیں

تنظیمِ اسلامی
A-67، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور
فون: 042-36316638-36366638
بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر: حافظ عاکف سعید